ماہنامہ دختران اسلام لاہور

مارچ 2016ء


# اسلام کا نظامِ طہارت و نظافت

# خواتین کا عالمی دن
## اور تحفظ حقوق نسواں

# ضربِ امن
## فکری، دعوتی اور ملّی تحریک

## منہاج القرآن ویمن لیگ کے مرکزی وفد کا باچا خان یونیورسٹی کا دورہ

## منہاج القرآن ویمن لیگ (ہری پور) کے زیر اہتمام سالانہ محفل میلاد مصطفیٰ ﷺ

## منہاج القرآن ویمن لیگ (اوسلو) کے زیر اہتمام محفل میلاد مصطفیٰ ﷺ

## منہاج القرآن ویمن لیگ (انڈیا) کے زیر اہتمام سالانہ محفل میلاد مصطفیٰ ﷺ

### مبارکباد

تحریک منہاج القرآن (انڈیا) کی ہونہار بیٹی محترمہ سیدہ صفیہ طارق نے مقابلہ حسنِ نعت میں پہلی پوزیشن حاصل کی اور تحریک کے نام کو روشن کیا۔ جس پر تحریک کے جمیع قائدین و کارکنان اس اعلیٰ کارکردگی پر مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

خواتین میں بیداریٔ شعور و آگہی کیلئے کوشاں

# ماہنامہ دخترانِ اسلام لاہور

جلد: 23 شمارہ: 3 جمادی الاول/جمادی الثانی ۱۴۳۷ھ/مارچ 2016ء



زیرِ سرپرستی
بیگم رفعت جبین قادری

چیف ایڈیٹر
قرۃ العین فاطمہ

مینجنگ ایڈیٹر
صاحبزادہ محمد حسین آزاد

اسسٹنٹ ایڈیٹرز
نازیہ عبدالستار
ملکہ صبا

ناشر
علامہ محمد معراج الاسلام

کمپیوٹر آپریٹر
محمد اشفاق انجم

ٹائیٹل ڈیزائنر
عبدالسلام

فوٹوگرافی
محمود الاسلام قاضی

کتابت
محمد اکرم قادری

مجلس مشاورت
صاحبزادہ مسکین فیض الرحمن درانی
خرم نواز گنڈاپور
احمد نواز انجم
جی ایم ملک
منظور حسین قادری
سرفراز احمد خان
غلام مرتضیٰ علوی
نور اللہ صدیقی
فرح ناز

ایڈیٹوریل بورڈ
رافعہ علی
عائشہ شبیر
سعدیہ نصر اللہ
راضیہ نوید


## فہرس


| | | |
|---|---|---|
| اداریہ۔۔23 مارچ۔۔تجدیدِ عہد کا دن | | 5 |
| کالج آف شریعہ منہاج یونیورسٹی کا کانووکیشن<br>شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا خصوصی خطاب | علامہ محمد حسین آزاد | 7 |
| اسلام کا نظام طہارت و نظافت | ڈاکٹر ابوالحسن الازہری | 13 |
| ام المومنین حضرت میمونہ بنت حارثؓ | نواز رومانی | 20 |
| خواتین کا عالمی دن اور حقوق نسواں | روبینہ حفیظ | 26 |
| نوجوان نسل کی اخلاقی تربیت کا صوفیانہ منہاج | آمنہ افضل | 31 |
| مجدد عصر اور مجالس العلم | مسز فریدہ سجاد | 34 |
| دعوت و تنظیم کا بنیادی منصوبہ | تنویر احمد خان | 43 |
| ضربِ امن، فکری، دعوتی اور ملی تحریک | منہاج القرآن ویمن لیگ | 46 |
| الفیوضات المحمدیہ | | 50 |
| گلدستہ | نازیہ عبدالستار | 51 |
| منہاج القرآن ویمن لیگ کی سرگرمیاں | | 53 |



ترسیلِ زر کا پتہ: منی آرڈر/چیک/ڈرافٹ بنام حبیب بنک لمیٹڈ منہاج القرآن برانچ اکاؤنٹ نمبر 01970014583203 ماڈل ٹاؤن لاہور

بدلِ اشتراک: آسٹریلیا، کینیڈا، مشرق بعید، امریکہ: 15 ڈالر — مشرق وسطیٰ، جنوب مشرقی ایشیا، یورپ، افریقہ: 12 ڈالر

قیمت فی شمارہ -/35 روپے

سالانہ خریداری -/350 روپے



رابطہ: ماہنامہ دخترانِ اسلام 365 ایم ماڈل ٹاؤن لاہور

فون نمبرز: 3-042-5169111 فیکس نمبر: 042-5168184

Visit us on: www.minhajsisters.com E-mail:sisters@minhaj.org

## فرمان الٰہی

كَيْفَ يَكُوْنُ لِلْمُشْرِكِيْنَ عَهْدٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ رَسُوْلِهٖٓ اِلَّا الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ج فَمَا اسْتَقَامُوْا لَكُمْ فَاسْتَقِيْمُوْا لَهُمْ ط اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ. كَيْفَ وَاِنْ يَّظْهَرُوْا عَلَيْكُمْ لَا يَرْقُبُوْا فِيْكُمْ اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً ط يُرْضُوْنَكُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ وَتَاْبٰى قُلُوْبُهُمْ وَاَكْثَرُهُمْ فٰسِقُوْنَ o

’’(بھلا) مشرکوں کے لیے اللہ کے ہاں اور اس کے رسول (ﷺ) کے ہاں کوئی عہد کیونکر ہو سکتا ہے؟ سوائے ان لوگوں کے جن سے تم نے مسجدِ حرام کے پاس (حدیبیہ میں) معاہدہ کیا ہے سو جب تک وہ تمہارے ساتھ (عہد پر) قائم رہیں تم ان کے ساتھ قائم رہو۔ بے شک اللہ پرہیزگاروں کو پسند فرماتا ہے۔ (بھلا ان سے عہد کی پاسداری کی توقع) کیونکر ہو، ان کا حال تو یہ ہے کہ اگر تم پر غلبہ پا جائیں تو نہ تمہارے حق میں کسی قرابت کا لحاظ کریں اور نہ کسی عہد کا، وہ تمہیں اپنے مونہہ سے تو راضی رکھتے ہیں اور ان کے دل (ان باتوں سے) انکار کرتے ہیں اور ان میں سے اکثر عہد شکن ہیں‘‘۔

(ترجمہ عرفان القرآن)

## فرمان نبوی ﷺ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ: بُعِثْتُ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ، وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ، وَبَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِي أُتِيتُ بِمَفَاتِيحِ خَزَائِنِ الْأَرْضِ فَوُضِعَتْ فِي يَدِي. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: أَنَا أَوَّلُهُمْ خُرُوْجًا وَأَنَا قَائِدُهُمْ إِذَا وَفَدُوْا، وَأَنَا خَطِيْبُهُمْ إِذَا أَنْصَتُوْا، وَأَنَا مُشَفِّعُهُمْ إِذَا حُبِسُوْا، وَأَنَا مُبَشِّرُهُمْ إِذَا أَيِسُوْا. اَلْكَرَامَةُ، وَالْمَفَاتِيحُ يَوْمَئِذٍ بِيَدِيَّ وَأَنَا أَكْرَمُ وَلَدِ آدَمَ عَلَى رَبِّي، يَطُوْفُ عَلَيَّ أَلْفُ خَادِمٍ كَأَنَّهُمْ بَيْضٌ مَكْنُوْنٌ، أَوْ لُؤْلُؤٌ مَنْثُوْرٌ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

’’حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میں جامع کلمات کے ساتھ مبعوث کیا گیا ہوں اور رعب کے ساتھ میری مدد کی گئی ہے اور جب میں سویا ہوا تھا اس وقت میں نے خود کو دیکھا کہ زمین کے خزانوں کی کنجیاں میرے لیے لائی گئیں اور میرے ہاتھ میں تھما دی گئیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: سب سے پہلے میں (اپنی قبر انور) سے نکلوں گا اور جب لوگ وفد بن کر جائیں گے تو میں ہی ان کا قائد ہوں گا اور جب وہ خاموش ہوں گے تو میں ہی ان کا خطیب ہوں گا۔ میں ہی ان کی شفاعت کرنے والا ہوں جب وہ روک دیئے جائیں گے، اور میں ہی انہیں خوشخبری دینے والا ہوں جب وہ مایوس ہو جائیں گے۔ بزرگی اور جنت کی چابیاں اس روز میرے ہاتھ میں ہوں گی۔ میں اپنے رب کے ہاں اولادِ آدم میں سب سے زیادہ مکرّم ہوں میرے اردگرد اس روز ہزار خادم پھریں گے گویا کہ وہ پوشیدہ حسن ہیں یا بکھرے ہوئے موتی ہیں‘‘۔

(المنہاج السوی من الحدیث النبوی ﷺ، ص۵۹۱، ۵۹۳)

# حمد باری تعالیٰ

ترے کرم کا ہو کیسے بیاں لفظوں میں!
قلم میں اتنی ہے قوت، نہ جان لفظوں میں

جو تیرے لطف و کرم کی حدوں کو چھو پائے
کہاں سے آئے گی ایسی اٹھان لفظوں میں

میں خود بھی گنگ ہوا دیکھ کر جلال ترا
میں ڈھونڈے کو چلا تھا زباں لفظوں میں

ترے کرم کا احاطہ کروں تو کیسے کروں
نہ سوچ میں ہے، نہ اتنی اڑان لفظوں میں

نہ اتنا ظرف ہے ان کا، نہ اتنی گہرائی
سما سکے گا، کہاں آسماں لفظوں میں

لکھے جو حمد تری، سوچ کر لکھے ایسے
جبیں ہو در پر ترے اور دھیان لفظوں میں

ترے ہی ذکر سے ملتی ہے تازگی دل کو
ترے ہی ذکر سے آتی ہے جان لفظوں میں

کروں میں نذرِ خدائے عظیم کیا خالد
نہ کوئی حسنِ تخیل، نہ شان لفظوں میں

(خالد شفیق)

# نعت رسول مقبول ﷺ

کیسے ٹھہرے دل بے تاب تیری یاد آئی
لے کے جذبات کا سیلاب تری یاد آئی

کاش تو چاند کی صورت مرے دل میں اترے
صورتِ دیدۂ بے خواب تری یاد آئی

جب بھی آیا ہے تری زلفِ پریشاں کا خیال
کھولتی کیف کے سو باب تری یاد آئی

کچھ تو ویرانئ زنداں کا مداوا ہوگا
ڈھونڈ کر قید کے اسباب تری یاد آئی

اس نے آتے ہی مرا سازِ جنوں چھیڑ دیا
تھام کر درد کا مضراب تیری یاد آئی

پھر تڑپتا ہے ترے ہجر میں اے جانِ قرار
دل ہوا ماہی بے آب تری یاد آئی

بے سبب دل نہیں ہوتا کبھی مائل بہ نیاز
اب بجا لایا ہے آداب تری یاد آئی

قطبؔ کا دامنِ مقصود بھی خالی نہ رہا
بن کے اک گوہرِ نایاب تری یاد آئی

(خواجہ غلام قطب الدین فریدی)

# 23 مارچ۔۔۔تجدیدِ عہد کا دن

23مارچ وہ یوم پاکستان ہے جس دن قرارداد پاکستان پیش کی گئی اور دوٹوک الفاظ میں فیصلہ ہوا کہ اب بحیثیت مسلمان ہندوتہذیب کے ساتھ ملاپ کسی صورت ممکن نہیں۔ مسلمان اپنا ایک علیحدہ اسلامی تشخص رکھتے ہیں جس کی بناء پر اب ہندو ریاست میں مسلمانوں کا رہنا ناقابل برداشت ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ پاکستان کی بنیاد ہی کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ تھا۔

قائداعظمؒ نے فرمایا تھا کہ ''پاکستان قائم رہنے کے لیے بنا ہے اور یہ ہمیشہ قائم رہے گا''۔

پاکستان ان شاء اللہ قائم رہے گا لیکن کس صورت میں؟ پاکستان بن تو گیا مگر آج سب سے بڑا سوال پاکستان کو بچانے کا ہے۔ آج ہمارے حکمرانوں نے جس طرح پاکستان کا سودا اس کے اسلامی اقدار کو بیچ کر کیا ہے۔ کیا اس صورت میں پاکستان قائم رہ سکتا ہے؟

ہندوستان کے ایک رہنما جسونت سنگھ نے کہا تھا: ''آج قائداعظم زندہ ہوتے تو پاکستان کی پوزیشن مضبوط ہوتی''۔ اس میں ایک پیغام ضرور پوشیدہ ہے کہ محمد علی جناح نہ سہی مگر جناح جیسے کھرے اور مضبوط کردار کے حامل لیڈر اگر آج بھی ہمیں میسر آجائیں تو پاکستان کی پوزیشن مستحکم اور مضبوط ہوسکتی ہے۔

آج ہمیں جائزہ لینا ہوگا کہ ہمارے نام نہاد لیڈروں نے اپنے جنت نظیر ملک کی دھجیاں بکھیر دیں۔ خواہ وہ بنگلہ دیش کی صورت میں ہو، تمام صوبوں کے آپس میں اختلافات کی صورت میں ہو، لسانیت کے جھگڑوں کی صورت میں ہو، غیر ملکیوں کے اقتصادی تسلط کے صورت میں ہو، ایٹمی پروگروام تک امریکہ کی رسائی کی صورت میں ہو، قتل و غارت گری ، دہشت گردی اور نفرت و عداوت کی صورت میں ہو، فتنہ وفساد اور افراتفری کی صورت میں ہو، صرف اپنے مفادات کو ترجیح کی صورت میں ہو، اپنے لوگوں کے سودے اور ان پر بمباری کی صورت میں ہو، کشمیر سے دستبرداری کی صورت میں ہو، ہندوستان سے دوستی کی پینگیں بڑھانے کی صورت میں ہو یا حکومت اور اپوزیشن کے گٹھ جوڑ اور مک مکا کی صورت میں ہو۔

آج 23 مارچ کا دن ایک بار پھر ہمارے سامنے ہے۔ ایک موقع اورہمیں مل رہا ہے۔ اس موقع کو غنیمت سمجھتے ہوئے ہم سب یہاں تجدید عہد کریں کہ ہم پاکستان کو اپنے کردار کی سچائی، پوری لگن، خلوص، دیانتداری، آپس کی محبت اور اخوت و بھائی چارے سے ایک اسلامی ، فلاحی ،خوشحال ، امن پسند اور غیروں کی غلامی سے آزاد ریاست اور مملکت بنائیں گے اور قائداعظم کی روح سے وعدہ کریں:

''اے روح قائد آج کے دن ہم تجھ سے وعدہ کرتے ہیں کہ اس ملک کو عظیم سے عظیم تر بنائیں گے اور اس کو ہر شر و فساد اور فتنہ پروری، قتل و غارت اور دہشت گردی جیسے ناسور سے پاک کریں گے''۔ کیونکہ جب ہم ایک نصب العین لے کر اللہ کے نام سرزمین کے حصول کے لیے نکلے تھے تو اللہ نے مدد فرمائی تھی۔ آج بھی اگر عزم مصمم کرلیں اور سابقہ کوتاہیوں پر توبہ کریں تو یقیناً اللہ توبہ کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ وہ آج بھی ہمیں تنہا نہیں چھوڑے گا اور فرشتوں کے ذریعے غیبی مدد فرمائے گا۔

؎ فضائے بدر پیدا کر کہ فرشتے تیری نصرت کو — اتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی

اس دن کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ 23 مارچ کے تاریخی دن نے مسلمانوں کی قسمت بدل دی تھی۔ اس دن کا سورج ان کے لئے حیات نو کی نوید لے کر ابھرا تھا اور انہیں زندہ اور عزت دار قوموں کی صف میں کھڑے ہونے کے قابل بنایا تھا۔ اس دن کے پس پردہ انسانی عظمت و ہمت کی لازوال داستان اپنی تمام تر تابناکیوں کے ساتھ کون و مکاں کے افق پر تاحال تاباں و درخشاں ہے اور تاریخ انسانی کا عظیم اور سنہری باب ہے۔ جس میں ہمارے آباؤ اجداد کے پختہ ارادوں اور جدوجہد کی تکمیل اور قربانیوں کی تفصیل رقم ہے۔ لہٰذا نسل نو کو یہ ضرور سوچنا چاہیے کہ آزادی کا حصول کتنی جانی اور مالی قربانیوں کے بعد ممکن ہوا۔ اس کے لئے کتنی خون کی ندیاں بہائی گئیں۔ کتنی عزتوں کو پامال کیا گیا۔ کتنے لاکھ پروانوں کے خون سے پاکستان کی شمع روشن ہوئی۔ جس کے اجالے میں آج ہم سب اپنی منزل اور نئے آفاق کی جانب گامزن ہیں۔

پاکستان معرض وجود میں تو آ گیا مگر اس کے حصول کے مقاصد کی تکمیل ابھی تک نہیں ہوئی جس کی تکمیل کے لئے پھر سے قائداعظم جیسے مسیحا اور تحریک آزادی جیسے بھرپور انقلاب اور قربانیوں کی ضرورت ہے۔ لہٰذا آج ہماری باشعور نوجوان نسل اور عوام کو پہچاننا ہوگا کہ وہ حقیقی مسیحا اور انقلاب کا داعی کون ہے جو ہمیں اپنی حقیقی منزل اور نظریے کی تکمیل تک پہنچاسکے جس کے لئے پاکستان حاصل کیا گیا تھا۔ اس حوالے سے اگر پاکستان میں تمام قیادتوں کا جائزہ لیا جائے تو ایسی مخلص، باکردار اور باوفا قیادت ہمیں شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری اور ان کے مصطفوی انقلاب کے عظیم مشن کی صورت میں نظر آتی ہے۔

لہٰذا آج ہمیں اللہ تعالیٰ کے سچے دین، اسلام کو عملی شکل میں نافذ کرنے اور 23 مارچ کی قرار داد حصول پاکستان کے مقاصد کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے شیخ الاسلام کے پیغام اور ان کے مشن کو سمجھ کر اسے عملی جامہ پہنانے کے لئے ان کا دست و بازو بننا ہوگا اور اس سلسلے میں اپنا بھرپور کردار ادا کرنا ہوگا اور جانی و مالی اور وقت کی قربانی دے کر ایثار و قربانی کی لازوال داستان رقم کرنا ہوگی تاکہ قیام پاکستان کی طرح ہمارا نام بھی اس کے ساتھ قائم اور دائم رہ سکے۔

؎ نامی کوئی بغیر مشقت نہیں ہوا — سو بار جب عقیق کٹا تب نگیں ہوا

دوسری قسط

# کالج آف شریعہ منہاج یونیورسٹی کا کانووکیشن

## شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا خصوصی خطاب

ترتیب وتدوین: محمد حسین آزاد / معاونت: نازیہ عبدالستار

حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے مسجد نبوی میں ایک بورڈنگ سکول بنایا۔ ایک ایسا سکول اور ایک ایسا کالج قائم فرمایا یا ایک ایسی جامعہ قائم فرمائی جس میں طلباء رہائش رکھتے اور آپ ﷺ ان کو تعلیم دیتے۔ اردگرد جتنی آبادیاں تھیں سات سو سے لے کر ایک ہزار تک طلباء اس تعلیمی اور تربیتی سکول میں تھے۔ جو دور قبائل تھے یا مدینہ پاک کے اردگرد جتنی آبادیاں تھیں ان میں جو تعلیم حاصل کرنے مدینہ پاک نہیں آسکتے تھے ان کے لئے حضور ﷺ نے ٹیچرز اور ٹرینرز کی تقرری فرمائی اور ان کو دور قبائل میں بھیجا۔ ایک مرتبہ ستر ٹیچرز بھیجے جن کو کفار نے دھوکے سے شہید کردیا مگر پھر بھی آپ ﷺ دلبرداشتہ نہیں ہوئے۔ دور دور قبائل میں ٹیچرز بھیجتے رہے۔ تاکہ ان کے قبائل میں جاکر انہیں پڑھائیں اور جو قبائل اور آبادیاں مدینہ شہر کے قریب قریب تھیں ان کو ہدایات جاری فرمائیں کہ وہ مدینہ شہر کے قریب شفٹ ہوجائیں تاکہ وہ آسانی سے آکر جو سکول شہر مدینہ میں قائم ہوئے ہیں۔ ان میں آکر استفادہ کرسکیں۔ حضور ﷺ نے مرکزی سکول صفہ کے علاوہ شہر مدینہ میں مختلف علاقوں میں مزید 9 سکول قائم کئے۔ جبکہ شہر چھوٹا سا تھا پھر آپ ﷺ نے سٹڈی سرکلز کا آغاز کروایا۔

حدیث نبوی ﷺ میں ہے کہ مسجد نبوی میں آقا ﷺ نکلے کہ دو حلقات (سرکل) تھے۔ ایک حلقۃ الذکر تھا، ایک حلقۃ العلم تھا۔ حضور ﷺ خود علم کے حلقے میں جاکر بیٹھ گئے اور فرمایا:

''مجھے اللہ نے علم دینے والے کے طور پر مبعوث کیا ہے'' یعنی علم کی حوصلہ افزائی فرمائی۔ پھر حضور ﷺ تعلیمی سرگرمیوں کو خود کنٹرول کرتے اور یہ بھی دیکھتے کہ کیا پڑھایا جارہا ہے؟ ایک دن آپ نے اپنے حجرہ مبارک میں آواز سنی کہ مسجد نبوی کے حلقے میں کچھ لوگ ایسے مضمون پر بحث کررہے ہیں جو ابھی Discuss کرنے کے قابل نہیں تھا۔ آپ باہر تشریف لے آئے اور ان کو منع فرمادیا کہ خبردار اس چیز کو ابھی تم بحث میں نہ

لاؤ کیونکہ ابھی تمہارے پاس اس کی مکمل معلومات نہیں ہیں۔

فرماتے ہیں کہ پہلی امتیں بھی ایسے مسائل میں الجھ کر گمراہ ہوگئیں۔ اسی طرح شرح خواندگی کو بھی آقا ﷺ نے بڑھایا اور پہلی مرتبہ تجارتی لین دین کے سلسلے میں تحریری ریکارڈ بھی شروع کروایا۔ قرآن مجید میں اس کی باقاعدہ آیت اتری:

يَـٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوْهُ ؕ وَلْيَكْتُبْ بَّيْنَكُمْ كَاتِبٌۢ بِالْعَدْلِ . (البقرہ، ۲: ۲۸۲)

''اے ایمان والو! جب تم کسی مقررہ مدت تک کے لیے آپس میں قرض کا معاملہ کرو تو اسے لکھ لیا کرو، اور تمہارے درمیان جو لکھنے والا ہو اسے چاہیے کہ انصاف کے ساتھ لکھے''۔

علاوہ ازیں آپ ﷺ نے تحریری کام کو مزید وسعت دی اور اس کا سکوپ بڑھا دیا۔ اس طرح دو سو انتیس لیٹرز اور معاہدات اور آفیشل ڈاکومنٹس جس پر حضور ﷺ کی مہر تھی وہ جاری کئے گئے۔ 10 سال کے عرصہ کے علاوہ بھی مسلم کمیونٹی کے لئے 255 انٹرنیشنل ڈاکومنٹس، ہدایات اور ڈپلومیٹک ڈاکومنٹس جاری کئے۔ جن پر باقاعدہ آقا ﷺ کی مہر ہے۔ ان سب کو ملا کر تقریباً 700 ڈاکومنٹس جو آقا علیہ السلام نے اپنی مہر کے ساتھ جاری کئے اور لیٹرز بھی بھیجے۔

لہذا لکھنے پڑھنے اور تحریری ریکارڈ رکھنے کا کلچر آقا علیہ السلام نے قائم کیا اور تاریخ کی کتابوں میں آتا ہے کہ سب سے پہلی شخصیت جنہوں نے خط پر مہر لگانے کا آغاز کیا تاکہ ثابت ہو کہ یہ آفیشل ڈاکومنٹ ہے وہ حضرت محمد ﷺ ہیں پھر حضور ﷺ نے ریسرچ ورک کا آغاز کیا۔ تحقیق کرنے کا کلچر پیدا کیا اور صحابہ کرامؓ کو مختلف مضامین کے لئے تخصص کروایا۔ ہر ایک پہلو پر ان کی تعلیم و تربیت کی اور اصلاح فرمائی۔ اس چیز کی اصل حضور ﷺ کی سنت سے نظر آتی ہے۔

جیسے سیدنا عمر فاروقؓ نے فرمایا: جو قرآن پڑھنا چاہیئے وہ ابن ابی کعبؓ کے پاس جائے (کیونکہ وہ اس کا سپیشلسٹ ہے) جو فقہ پڑھنا چاہے اور جو حلال و حرام کو جاننا چاہیئے وہ حضرت معاذ بن جبلؓ کے پاس جائے (وہ اس کا سپیشلسٹ ہے) جو فرائض اور وراثت کے بارے میں معلومات لینا چاہے وہ حضرت زید ابن ثابتؓ کے پاس جائے (وہ اس کا سپیشلسٹ ہے) اور فرمایا: جو کوئی فنانس کے بارے میں پوچھ گچھ کرنا چاہے

وہ میرے پاس آئے۔

اس سے معلوم ہوا کہ آقا علیہ السلام نے باقاعدہ سپیشلائزیشن کا کلچر قائم کردیا تھا۔ پھر آپ ﷺ نے نصابات وضع کئے۔ جو کچھ مضامین پڑھائے جاتے تھے ان کی صحابہ کرامؓ کو ٹیچنگ ہوتی تھی اور باقاعدہ آقا علیہ السلام ان کو تعلیم دیتے تھے۔ اس میں ریڈنگ بھی تھی، اس میں ان کی وضاحت بھی تھی۔ اس میں لاء بھی تھا، اس میں اخلاقیات بھی تھیں، اس میں عمرانیات بھی تھیں۔ اس میں نیزہ بازی تھی، اس میں تیراکی تھی، اس میں حساب کا علم تھا، سوئمنگ تھی اور علم الوراثت بھی تھا۔ میڈیسن بھی تھی، ایسٹرانومی تھی، ایگریکلچر تھا، ٹریڈ تھی، کامرس تھا۔

یہ وہ سبجیکٹ تھے جو مسجد نبوی میں آقا علیہ السلام نے خود صحابہ کرامؓ کو پڑھائے اور ان کے ذریعے امت تک پہنچے۔ اس سے علم کو فروغ ملا۔ اس طرح بالخصوص خواتین کی تعلیم کا حضور ﷺ نے بندوبست کیا۔ پڑھی لکھی خواتین کو بطور ٹیچر مقرر کیا، خود بھی ایک دن مقرر تھا اور خواتین کو تعلیم دیتے تھے۔ یہ چند نمونے میں نے اس لئے بیان کئے کہ آپ اندازہ فرماسکیں کہ علم کی عملاً سرپرستی حضور ﷺ نے کس قدر کی ہے۔ یہ وہ سرپرستی تھی جس کے باعث ایک صدی کے اندر اندر وہ عرب جنہیں ان پڑھ کہتے تھے وہ ایک صدی میں پوری دنیا کی نگاہوں کا مرکز بن گئے۔ دوسو سال پورے نہیں ہوئے تھے کہ شرق سے غرب تک یورپ کی دنیا عالم اسلام کے پاس علم حاصل کرنے کے لئے آنے لگے۔

امت کو کس نے اس قابل بنادیا خواہ وہ بغداد کی سرزمین تھی خواہ وہ قرطبہ تھا خواہ وہ دمشق تھا، خواہ وہ غرناطہ تھا۔ خواہ وہ نیشاپور تھا، خواہ وہ حجاز تھا، خواہ وہ خراسان تھا، خواہ سپین تھا جہاں بطور خاص یونیورسٹیاں کھل گئی تھیں۔ جو سرپرستی حضور ﷺ نے فرمائی وہ سرپرستی بعد کے ادوار میں مسلم رولز کی طرف سے جاری رہی۔

اس سلسلے میں صرف ایک حوالہ دینا چاہوں گا۔ ویسٹرن سکالر اور نامور مورخ ہیں روبرٹ بیفالٹ وہ اپنی کتاب The Making of humanity میں تحریر کرتے ہیں کہ جس کا ایک پیراگراف میں آپ کو سناتا ہوں وہ لکھتے ہیں کہ

’’اپنے وقت کے سلاطین، خلفاء، امراء اور وزراء اپنے آفس کا کام ختم کرتے ہی کسی قریبی لائبریری یا اہل علم کے حلقہ میں بطور طالب علم گھٹنے ٹیک کر بیٹھ جاتے تھے‘‘۔

اس سے معلوم ہوا کہ آقا علیہ السلام نے یہ کلچر اور یہ شغف پیدا کردیا تھا۔ وہ دور بھی تھا جب علم کے

کاروان چلتے تھے اور اونٹوں پر مسودات پوری دنیا میں جمع کر کے سرکاری طور پر لائے جاتے تھے۔ مصر سے لے کر سپین تک ہزاروں مخطوطے اور علم کے خزانے، ہاتھوں کے لکھے ہوئے لاد لاد کر دارالخلافہ میں لائے جاتے تھے۔ اس دور میں علم کی اتنی سرپرستی کی جاتی تھی۔ استنبول اور کینیڈا میں بھیجا جاتا تھا کہ وہاں مخطوطے ہیں اور ٹیچر ہیں ان کو بلایا جاتا تھا۔ اسلامی دور کے مرکزی بڑے شہروں میں بطور پروفیسر Appoint کیا جاتا تھا تاکہ پوری دنیا کا علم جمع ہوجائے اور فروغ پذیر ہو۔

ایک سلطنت کی فتح کے بعد یہ کہا گیا کہ ہمیں اچھے ٹیچر دے دو تمہیں آزاد کر دیتے ہیں۔ اسی طرح کوئی مسجد نہیں بنائی جاتی تھی جب تک اس کے ساتھ ایک سکول نہیں ہوتا تھا تاکہ جو نماز پڑھنے آئیں وہ بھی کچھ سیکھ کر جائیں۔ اس طرح شرح خواندگی بلند ہوئی اور امت کو Educate کیا گیا۔ ہر سطح پر لائبریریاں قائم ہوتیں اور قابل طلباء کو وظائف دیتے تاکہ علم کی سرپرستی ہو۔ ہر شخص اس کو اپنے لئے اعزاز سمجھتا تھا اور اہل علم کو ہر ایک پر ترجیح دی جاتی تھی مگر آج معاملہ الٹ ہے۔ آج اہل علم پارلیمنٹ میں جا نہیں سکتا۔ الا ماشاء اللہ آج کا زمانہ یہ ہے کہ پارلیمنٹ میں جانے کے لئے اور وزیر بننے کے لئے علم نااہلیت ہے، شرافت نااہلیت ہے۔ امانت و دیانت نااہلیت ہے، سیرت و کردار نااہلیت ہے، رزق حلال نااہلیت ہے۔ جس کے پاس یہ خوبیاں ہیں وہ ممبر پارلیمنٹ بن سکتا ہے نہ آپ کا وزیر بن سکتا ہے نہ حکمران بن سکتا ہے پھر شکوہ کس چیز کا ہے کہ امت تباہ حال ہے اور امت بکھر گئی ہے۔ امت تو بلند ہوئی تھی علم کے ساتھ، امت بلند ہوئی تھی کردار کے ساتھ، امت بلند ہوئی تھی ریسرچ کے ساتھ۔ اب علم کا وہ کردار ختم ہوگیا ہے کیونکہ اب اس کی سرپرستی نہ رہی۔

جبکہ علم کی سرپرستی کی وجہ سے قرون اولیٰ میں نہ صرف اسلام پھیلا بلکہ اسلام کو عروج ملا ہے۔ امت مسلمہ آج کے امریکہ اور کسی زمانے کے برطانیہ اور روس کی طرح پوری دنیا میں حکمرانی کرتی تھی۔ جس میں تین براعظم اور 2 سمندر آتے تھے۔ امت کا ترقی کرتے ہوئے اس مقام پر پہنچنا صرف علم کا مرہون منت تھا۔

ایک چیز یاد رکھ لیں کہ علم اور امارت شاذو نادر ہی جمع ہوتے ہیں۔ اس استثنٰی میں سیدنا عثمان غنیؓ اور اللہ کے پیغمبر سیدنا داؤد علیہ السلام اور سیدنا سلیمان علیہ السلام بھی ہیں مگر اکثر علم کے ساتھ امیری جمع نہیں ہوتی، یہ تقسیم ہے لہذا اگر علم کی راہ میں غربت آئے، تنگی آئے، تنخواہ کم ملے، وسائل کم ہوں، راحت کم ہو تو پریشان نہ ہوں کیونکہ اس علم کی راحتیں اللہ رب العزت نے اپنے پاس سنبھال کر رکھی ہیں۔ تمہیں وہ عطا ہوں گی کیونکہ جو کچھ اس کے پاس ہے اس علم صالح کے نتیجے میں آپ کو دینے کے لئے اس کا ایک ذرہ بھی اس دنیا میں اور

کائنات میں نہیں جس کو علم کے لئے چن لیا گیا اس کے لئے ہی فخر کافی ہے۔ وہ اپنے علم کو صالح بنائے اپنے علم کو نافع بنائے اور اپنے علم کو لے کر آگے بڑھے۔ یہ صالح اور نافع کیسے بنے گا؟

صحابہ کرامؓ اور تابعین علم کے حصول کے لئے، علم کا ایک حصہ لینے کے لئے، ایک ایک حدیث لینے کے لئے مدینہ سے سفر کرتے مصر جاتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن بریدہؓ روایت کرتے ہیں ایک شخص فضیلہ بن عبید مدینہ سے چل کر مصر گیا صرف علم کا ایک حصہ لینے کے لئے اور حدیث کا علم لے کر واپس آگئے۔ آج کے دور کی طرح اس زمانے میں کوئی فلائٹ یا ٹرین یا کوئی گاڑی نہیں تھی بلکہ اونٹوں پر سفر کرتے تھے یا پیدل سفر ہوتے تھے۔

آقا علیہ السلام نے علم سے رغبت اور علم سے محبت اتنی پیدا کردی تھی کہ میری حدیث کی کتاب اربعین ہے ''حسن تکریم فی تعلیم وتعلم'' پر اس میں راوی روایت کرتے ہیں کہ میں دمشق کی جامع مسجد میں حضرت ابودرداءؓ کے پاس بیٹھا تھا کہ صحابی رسول ﷺ مدینہ سے چل کر آیا اس نے کہا:

**انی جئتک من مدینة الرسول.**

''میں چل کر مدینہ پاک سے آیا ہوں۔ صرف اس لئے آیا ہوں کہ مجھے خبر ملی ہے کہ آپ کے پاس آقا علیہ السلام کا عطا کردہ علم ہے۔ بس وہ مجھے دے دیں''۔ اس (زمانے میں حدیث کو علم کہتے تھے) وہ لے کر واپس چلے گئے۔ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ جو آقا علیہ السلام کے کزن تھے اور اہل بیت میں سے تھے وہ آقا علیہ السلام کے بعد اپنے سارے دوستوں کو کہتے کہ فلاں شخص کے پاس علم ہے چلو جا کر حاصل کریں۔ وہ اس شخص کے دروازے پر جاتے پتہ چلتا کہ وہ سویا ہوا ہے تو وہ اس کے دروازے کے سامنے زمین پر لیٹ جاتے تاکہ کہیں نکل کر چلا نہ جائے اور جب وہ باہر نکلے گا تو سامنے لیٹے ہوں گے۔ وہ آپ کو دیکھ کر کہتے اے عبداللہ ابن عباسؓ! آپ ہمیں بلوا بھیجتے۔ ہم آپ کے پاس آجاتے۔ وہ فرماتے نہیں کیونکہ میں علم لینے کے لئے آیا ہوں اور جو طالب علم ہو اس کی شان یہی ہے کہ وہ زمین پر لیٹے۔ علم کی قدر یہ ہے وہ فرماتے ہیں ہوا چلتی تو مٹی میرے منہ پر آجاتی مگر وہ حصول علم کے لئے گئے تھے اس لئے برداشت کرتے۔ لہٰذا حصول علم ایسی مشقتوں کے بغیر نہیں ہوتا۔ یہ تکلیفوں سے ہوتا ہے۔ مصائب سے ہوتا بھاگ دوڑ سے ہوتا ہے۔ فاقوں سے ہوتا ہے۔

امام حمادی عطاء بن ابی رباح روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو ایوب انصاریؓ (بڑے جلیل القدر صحابیؓ) وہ مصر گئے حضرت عقبہ بن عامرؓ کے پاس اور ان سے کہا کہ مجھے خبر ملی ہے کہ ایک حدیث کا علم آپ کے پاس ہے میں بس وہ لینے آیا ہوں۔ انہوں نے کہا خدا کی قسم اور کسی وجہ سے نہیں آیا۔ انہوں نے وہ علم لیا اور اسی

لمحے کھڑے کھڑے مدینہ واپس چلے گئے۔ اس بات سے آپ اندازہ کرسکتے ہیں کہ وہ لوگ کتنی محنت کرتے تھے۔

اسی طرح حضرت ابوعالیہ روایت کرتے ہیں۔ ہم سنتے تھے کہ بصریٰ میں ایک شخص کے پاس ایک روایت ہے تو ہم مدینہ سے چل کر بصریٰ پہنچتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ پہلے زمانے میں لوگ حصول علم کے لئے کتنا سفر کرتے تھے۔ جبکہ آج ہمیں ایک سکول، مدرسہ، کالج، یونیورسٹی اور ایک ادارے میں بیٹھے سارا علم اساتذہ کے ذریعے مل جاتا ہے۔ وہ کتنے عظیم لوگ تھے جو علم کا ایک ٹکڑا لینے کے لئے ہزارہا میلوں کی مسافت اونٹوں پر یا پیدل طے کرکے بھوک اور پیاس کے عالم میں حاصل کرتے تھے۔ مجھے میرے والد گرامی جب پڑھاتے تھے (جو بہت بڑے محدث، فقیہ، صالحین اور اہل اللہ میں سے تھے) ان کا ایک جملہ مجھے یاد ہے۔

''وہ فرماتے ہیں: ''وہ علم جو ہندوستان اور بغداد اور شام، مصر اور حرمین شریفین اور دنیا بھر کے ممالک کی خاک چھان چھان کر پوری زندگی میں نے جمع کیا آپ کو ایک پلیٹ میں اسی چارپائی پر بیٹھے مل رہا ہے''۔

اس طرح امام بخاریؒ اور دیگر اکابر ائمہ حدیث اور اس طرح اس میں ابن بطوطا، البیرونی، ابن سینا (ماڈرن نالج کو حاصل کرنے والے) 40,40 سال سفر کرتے تھے۔ علم اتنی مشقتوں سے حاصل ہوتا تھا جبکہ علم کا حصول آج آسان ہوگیا ہے۔ آج اسی علم کے ذریعے آپ کو عزت ملتی ہے۔ میں اپنی بیٹیوں اور بیٹوں سے کہتا ہوں کہ ہماری پہچان مال و دولت سے نہیں ہے۔ نہ میں امیر کبیر آدمی ہوں اور نہ آپ کے پاس مال و دولت ہے۔ نہ دنیاوی منصب و عہدہ، نہ جاہ و اقتدار ہے نہ کوئی بڑی تجارت و کاروبار ہے۔ ہم متوسط لوگ ہیں۔ ہمارے پاس یہ چیز نہیں ہے۔ ہماری پہچان دین علم صالح اور کردار کے ساتھ ہے۔ اگر اس میں بھی آپ مار کھاگئے تو پھر نہ دنیا کے رہے نہ آخرت کے رہے۔

سو آپ کو اس علم کو نافع بنانا ہوگا۔ نافع بنانے کے لئے اس علم کے ساتھ ادب اور تقویٰ کو شامل کرنا ہوگا۔ اگر آپ کی نمازیں چھوٹیں تو علم دین آپ کے اندر تقویٰ پیدا نہیں کرے گا۔ نور کتابوں کو پڑھ کر پیدا نہیں ہوتا۔ کتابیں آپ جانور پر بھی لاد دیں وہ بھی اٹھا کر پھرتا ہے۔ اگر چاہیں اس علم میں نور آجائے تو قرآن کہتا ہے:

أَفَمَنْ شَرَحَ اللهُ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ. (الزمر، ۳۹: ۲۲)

''بھلا، اللہ نے جس شخص کا سینہ اسلام کے لیے کھول دیا ہو تو وہ اپنے رب کی طرف سے نور پر (فائز) ہوجاتا ہے''۔

قسط اول

# اسلام کا نظامِ طہارت و نظافت

ڈاکٹر ابوالحسن الازہری

اسلام انسان کے ظاہر کو بھی سنوارتا ہے اور باطن کو بھی اور اسے اعلیٰ صفات سے آراستہ کرتا ہے۔ باری تعالیٰ نے انسانی جسم کو تندرست اور صحت مند رکھنے کے لئے 24 گھنٹوں میں سے 5 اوقات کے لئے طہارت خمسہ کو لازم ٹھہرایا ہے۔ پانچوں نمازوں سے قبل طہارت کا اہتمام ضروری قرار دیا ہے۔ حدث ظاہری ہو یا حدث معنوی ہو، اس کو دور کرکے نماز کے لئے طاہر ہونا ایک مسلمان کے لئے فرض ہے۔

## طہارت کی حقیقت

حدث انسان کو ناپاکی کی طرف لے جاتا ہے جبکہ طہارت انسان کو پاکیزگی کی طرف لے جاتی ہے۔ حدث سے انسان ناپاک ہوتا ہے اور طہارت سے انسان پاک ہوتا ہے۔ حدث رابطہ توڑنے کا باعث بنتا ہے اور طہارت رابطہ جوڑنے کا سبب بنتی ہے۔ رب کی معرفت اور قربت اور اس کی عبادت میں حلاوت، طہارت سے میسر آتی ہے۔ اس لئے اس بات کا اہتمام کیا کہ انسان نے جب بھی اپنے مولا سے دید و ملاقات چاہے تو یہ اعزاز بغیر طہارت کے اسے نہیں مل سکتا۔ طہارت اسلام کی تعلیمات کی حقیقت مسلمہ ہے، اسلام طہارت کو محدود نہیں کرتا بلکہ وسیع تر طہارت کا حکم دیتا ہے۔ اگر ہم طہارت کو علم فقہ کے ساتھ ہی مختص کردیں گے تو پھر فعل مکلّف تک یہ محدود رہ جائے گی اور بندے کے عمل میں سے بھی وہ فعل جو عبادت کے لئے ہے اس تک ہی مقید رہ جائے گی جبکہ ہر وہ عمل جس کا مقصد رب کی فرمانبرداری اور اس کے حکم کی بجا آوری اور اس کی رضا جوئی ہے وہ بھی بدرجہ اتم اس میں شامل ہونا چاہیئے۔

طہارت کو اگر ایک بندے ایک مسلمان اور ایک انسان کو مجموعی زندگی کے تناظر میں دیکھیں تو حیات کی ابتداء بھی طہارت ہے اور اس کی انتہاء بھی طہارت ہے۔ طہارت سے وابستگی کمال حیات ہے۔ طہارت سے لاتعلقی زوالِ حیات ہے۔ طہارت کی پابندی صحت ہے۔ طہارت سے بیزاری بیماری ہے۔ طہارت سے نشاط

حیات ہے طہارت سے غفلت ثقل حیات ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نگاہ نبوت میں طہارت وسیع المعنی لفظ ہے۔ اس لئے رسول اللہ ﷺ نے طہارت کو نصف ایمان قرار دیا ہے۔ اس لئے ارشاد فرمایا:

**الطھور شطر الایمان. (صحیح مسلم، الطھارۃ، باب فضل الوضو، حدیث ۲۲۳)**

''صفائی (پاکیزگی) نصف ایمان ہے''۔

ایمان کا تعلق انسان کے قول سے بھی ہے، ایمان کا ربط انسان کے فعل سے بھی ہے۔ ایمان کا واسطہ انسان کے خلق سے بھی ہے۔ ایمان کا علاقہ انسان کے مجموعی کردار سے بھی ہے۔ غرضیکہ جب ایک مسلمان بحثیت انسان جب صاحب ایمان ہوجاتا ہے تو انسان کا ایمان سے تعلق تمام جہتوں سے ہوجاتا ہے، جملہ سمتوں سے ہوجاتا ہے، تمام نوعیّتوں سے ہوجاتا ہے، ایسی صورت میں یہ ایمان اور انسان دو لوگ لازم و ملزوم ٹھہرتے ہیں۔ انسان ایمان سے ہے اور ایمان انسان سے ہے۔ انسان کی پہچان ایمان سے ہوتی ہے اور ایمان کی شناخت انسان سے ہوتی ہے۔ ہر علم والوں کے لئے ایک مجبوری ہے، وہ اپنے علم کے موضوع کو دیکھتے ہیں اور پھر پوری کوشش کرتے ہیں کہ وہ اپنے علم کے موضوع کے اندر ہی اندر رہیں باہر نہ جائیں تاکہ موضوع کی رعایت ہر صورت میں برقرار رہے۔ علم فقہ کے ائمہ اور ماہرین نے جب اس موضوع کو وضع کیا تو انہوں نے فعل المکلّف کو موضوع ٹھہرایا۔

مکلّف کا وہ فعل جو اللہ کی عبادت کی غرض سے ادا کیا جائے اور وہ فعل جو بندے کے لئے فرض اور واجب ہے اس لئے انہوں نے قرآن کی کتاب الطہارت سے باب الوضوع، باب الغسل، باب التیمم اور دیگر ابواب کو لے لیا، فقہاء نے فعل مکلّف کی ان چیزوں کے جاننے کو ایک حکم کا جاننا، ایک مسئلہ کا سمجھنا، قرار دیا ہے اور پھر یہی مسئلہ اپنے اجتماعی مفہوم میں مسائل بنتا ہے۔

## اسلام کا تقاضا صرف جزوی نہیں بلکہ کلی طہارت ہے

ہم نے فقہی مسئلہ طہارت کو اسلام کا کلی مسئلہ طہارت سمجھ لیا، اسلام کا کل تصور طہارت اسے جان لیا، فقط علم فقہ سے تعلق کی بنا پر یہ جزوی مسئلہ طہارت ہے۔ یہ اسلام کا کلی مسئلہ طہارت ہرگز ہرگز نہیں۔ فقہی مسئلہ کے طور پر طہارت کا اہتمام فرض ہے۔ یہ اسلام کا کل تصور طہارت نہیں ہے بلکہ باوجود فرض ہونے کے یہ اسلام کے تصور طہارت کا ایک جزو ہے۔ اس لئے باری تعالیٰ طہارت کو جسمانی پاکیزگی کے لئے لازم ٹھہراتا ہے اور اس طرح مال کی نظافت کے لئے بھی طہارت کو ضروری قرار دیتا ہے اور دلوں کی صفائی و نفاست کے لئے بھی طہارت کو اہمیت دیتا ہے، گھروں کی صفائی وستھرائی اور دھلائی کے لئے بھی طہارت کے قیام کا حکم دیتا ہے۔ قیام طہارت کے لئے وہ اپنے انبیاء علیہم السلام سے عہد لیتا ہے۔ انسان کو اپنے کردار طہارت سے آراستہ کرنے کے لئے تاکیدی حکم دیتا

ہے۔ پینے کے پانیوں کو ہمیشہ طاہر وطہور رکھنے کی تاکید کرتا ہے۔ طہارت کے مدمقابل حدث اور رجز میں ان سے الگ ہونے اور ان کو ترک کرنے کا حکم دیتا ہے۔ رجز، بت پرستی، ناپاکی کا سب سے بڑا مصدر ہے ان کے لئے اجتناب کامل کا حکم فاھجر کی صورت میں دیا ہے۔ وہ شخص جس کو اسلام کی بدولت طہارت قول، طہارت فعل، طہارت خلق، طہارت سیرت اور طہارت کردار کی نعمت میسر آجائے تو پھر وہ اپنے موالا کی طرف راغب رہتا ہے، اپنے رب کی طرف جھکا رہتا ہے، اس لئے کہ اس بندے نے اپنا تعارف متطھرین کا بنالیا ہے۔ پاکباز لوگوں کی صف میں وہ آگیا ہے، طہارت پسند طبقات میں آگیا ہے۔ طہارت کلی رکھنے والوں میں آگیا ہے۔ فرمانبرداروں میں اس کا شمار ہونے لگا ہے، اطاعت گزاروں میں اس کا نام آنے لگا ہے، رب سے تعلق جوڑنے والوں سے اس کا ربط ہوگیا ہے اور یہ توابین اور متطھرین بندوں میں آگیا ہے، جنہیں رب ان کی ان دوخصلتوں کی وجہ سے محبوب بناکے بیٹھا ہے، وہ اپنے ان بندوں سے نہ صرف محبت کرتا ہے بلکہ وہ دنیا والوں کو بتاتا ہے اور ان کے سامنے اعلان کرتا ہے کہ میں اپنے توابین اور متطھرین بندوں سے محبت کرتا ہوں اور اس کا اظہار یوں کرتا ہے:

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيۡنَ وَيُحِبُّ الۡمُتَطَهِّرِيۡنَ. (البقرہ،۲: ۲۲۲)

’’بے شک اللہ بہت توبہ کرنیوالوں سے محبت فرماتا ہے اور خوب پاکیزگی اختیار کرنے والوں سے محبت فرماتا ہے‘‘۔

## ا۔طہارت کی پہلی صورت۔۔ طہارت جسم

طہارت کی پہلی صورت یہ ہے کہ ہمارا سارا جسم دھلا رہے۔ خواہ وہ جزوی طور پر وضو کی صورت میں دھلے یا کلی طور پر غسل کی صورت میں دھلے۔ اس جسم اور اس کے اعضاء پر ’’فاغسلوا‘‘ کا عمل جاری رہے تاکہ انسان کو طہارت کاملہ حاصل ہو اور وہ انسان متطھرین میں شمار ہوجائے۔ جسم اور اعضائے جسم کے دھلتے رہنے میں جہاں صحت کا قیام ہے وہاں حکم الٰہی کے مطابق طہارت کا اہتمام بھی ہے۔ صحت اور طہارت لازم ملزوم ہیں، صحت کا قیام طہارت سے ہے طہارت کا دوام و قیام درحقیقت صحت کا انتظام ہے۔

اس لئے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

حَتّٰى يَطۡهُرۡنَ ۚ فَاِذَا تَطَهَّرۡنَ .(البقرہ،۲: ۲۲۲)

’’جب تک وہ پاک نہ ہوجائیں اور جب وہ خوب پاک ہوجائیں‘‘۔

طہارت یہ ہے کہ جسم کی ہر نجاست اور غلاظت گندگی و ناپاکی کو دور کیا جائے۔ جسم کو طاہر متطاہر بنایا جائے، جسم کو خوب پاک کیا جائے پھر پاک رب کی بندگی اور عبادت کی جائے۔ ایسی طہارت و عبادت ہی

انسانوں کو تبدیل کرے گی۔ ایسی طہارت و عبادت ہی انسانوں پر اپنا اثر ظاہر کرے گی اور ایسی طہارت و عبادت ہی نتائج دے گی۔

## ۲۔ طہارت کی دوسری صورت۔۔ طہارت لباس

اس کے بعد دوسرا حکم یہ ہے:

وَ ثِيَابَكَ فَطَهِّرْ. (المدثر: ۴)

''اور اپنے (ظاہر و باطن کے) لباس (پہلے کی طرح ہمیشہ) پاک رکھیں''۔

جسم کی پاکیزگی کے بعد اس جسم پر پہنایا جانے والا لباس پاک صاف ہو، اس میں کسی قسم کی نجاست نہ ہو، اس پر کسی نوعیت کی غلاظت نہ ہو اور نہ ہی اس کے اثرات ہوں، وہ کپڑا صاف ہو، دھلا ہوا ہو، اس میں کسی قسم کا تعفن نہ ہو، اس میں کسی طرح کی بدبو نہ ہو، اس میں کوئی عیب دار داغ نہ ہو، ان کپڑوں میں مکمل ظاہری اور باطنی نفاست اور طہارت ہو، وہ گرد و غبار سے آلودہ نہ ہوں، وہ مٹی اور آلودگی سے مملو نہ ہوں۔ وہ نماز میں ساتھ کھڑے شخص کی طبیعت میں بوجھ پیدا نہ کریں۔ ان سے خوشبو تو آئے مگر بدبو نہ آئے۔ وہ انسان کے جسم کو ڈھانپیں مگر اسے ننگا نہ کریں۔ وہ ساتر ہوں اور شرعی ستر پوری کریں، جسم کی ناپاکی اور کپڑوں کی ناپاکی یہ دونوں رکاوٹ ہیں۔ ان ناپاکیوں کی وجہ سے اس پاک ذات کے ساتھ وصل پیدا نہیں ہوسکتا، اس سے ملنے کے لئے اس کے وصل کے لئے اور اس کی دید و ملاقات کے لئے بندوں کو ان صفات کو اختیار کرنے کا حکم یوں دیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

صِبْغَةَ اللهِ ج وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللهِ صِبْغَةً. (البقرہ:۱۳۸)

''(کہہ دو ہم) اللہ کے رنگ (میں رنگے گئے ہیں) اور کس کا رنگ اللہ کے رنگ سے بہتر ہے''۔

وہ رب شان سبحانیت کا مالک ہے۔ وہ رب پاک ہے اور اس پاک ذات سے ملنے کے لئے بندے کو بھی پاک ہونا ہے۔ بندے کو بھی طہارت احسن کو اختیار کرنا ہے۔ ثیاب احسن کو اپنانا ہے۔ صورت کو احسن بنانا ہے، سیرت کو بھی احسن بنانا ہے، لباس کو طہارت احسن کی صورت دینا ہے اور خود پر اس کی صفات احسن کا رنگ چڑھانا ہے۔ گویا اس کی ملاقات و دید اور اس کی زیارت و حاضری کی شرائط میں سے ایک شرط طہارت ہے۔ اگر اس میں کوئی کمی رہ جائے اور اس میں کوئی خطاء ہوجائے اور یہ طہارت ناقص رہ جائے اور اس طہارت میں کوئی کجی آجائے تو اصل فرض کی ادائیگی نہ ہوسکے گی اور اس سے آگے اصل الاصول رب کی معرفت میسر نہ آسکے گی اور اس کی قربت سے آشنائی نہ مل سکے گی۔

## ۳۔طہارت کی تیسری صورت۔۔تطہیر قلب

طہارت کی تیسری صورت یہ ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اَنْ يُّطَهِّرَ قُلُوْبَهُمْ ؕ لَهُمْ فِى الدُّنْيَا خِزْىٌ ۚ صلے وَّلَهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ. (المائدة: ۴۱)

''یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کو پاک کرنے کا اللہ نے ارادہ (ہی) نہیں فرمایا۔ ان کے لیے دنیا میں (کفر کی) ذلّت ہے اور ان کے لیے آخرت میں بڑا عذاب ہے''۔

جب انسان نے جسم کی طہارت کا اہتمام کرلیا، اس پر پاک و صاف کپڑے سجالئے اور اس جسم کو وضو اورغسل کے بعد عمدہ کپڑوں سے ڈھانپ لیا۔ اب ایسا شخص داخل صلوۃ ہوتا ہے۔ اس نے مقدور بھر ظاہری طہارت کا اہتمام کرلیا ہے۔ اپنے ظاہر کو موافق حکم شریعت کرلیا ہے۔ ظاہری نجاستوں اور غلاظتوں کو، جسم اور لباس سے دور کرلیا ہے۔ اب اس ظاہری صفائی کے ساتھ ساتھ باطن کی طہارت و پاکیزگی بھی ضروری ہے۔ اب چہرے کی صفائی کے ساتھ ساتھ دل کی صفائی بھی لازمی ہے کیونکہ دل تو اصل ایمان ہے۔ اقرار باللسان، ایمان کے لئے کافی نہیں جب تک تصدیق بالقلب کا عمل جاری نہ ہوجائے تو ایمان، ایمان نہیں بنتا۔

فقط ظاہر کی طہارت کافی نہیں ہے بلکہ باطن کی طہارت بھی لازمی ہے۔۔ باطن کی طہارت کو ایک مثال کے ذریعے سمجھا جاسکتا ہے۔ اگر کوئی شخص کوئی دیدہ زیب عمارت بنائے، اس عمارت کی تعمیر کرائے، اب اس عمارت کا ایک ظاہر ہے اور اس عمارت کا ایک باطن ہے۔ ظاہر ہر کسی کو نظر آتا ہے اور باطن اسی کو نظر آتا ہے جو اس عمارت میں رہتا ہے اور جو اس میں آتا جاتا ہے۔ اگر اندر سے عمارت کھردری ہو اور باطن سے کام نہ ہوا ہو۔ فرش ابھی بنے نہ ہوں، پلستر ابھی نہ ہوئے ہوں، رنگ و روغن ابھی نہ ہوا ہو تو اس عمارت میں کوئی بسنے کے لئے آمادہ نہ ہوگا۔ اس لئے کہ اس کی طبیعت چاہتی ہے جس طرح عمارت باہر سے بے انتہا خوبصورت ہے اور اس سے بھی زیادہ خوبصورت، اندر سے ہو۔ باہر کو اوروں نے بار بار دیکھنا ہے اور اندر کو اندر والے نے ہی دیکھنا ہے۔ اندر اندھیرا ہوجائے تو انسان روشنی کا متلاشی ہوجاتا ہے۔ گویا اندر کی عمارت بنی نہ ہو اور اس عمارت میں روشنی نہ ہو۔ انسان کا اس عمارت سے تعلق خاطر قائم نہیں ہوتا۔

## دل کی روحانی خرابیاں

اسی طرح دل میں اندھیرا ہو اور دل کی تعمیر و تطہیر نہ ہوئی ہو، دل ظلمت کدہ ہو، دل ناپاک ہو، دل میں نجاست ہو، دل میں غلاظت ہو، دل میں پلیدی ہو، دل میں ناپاکی ہو، دل میں گندگی ہو، دل میں نفرت ہو، دل میں عداوت ہو،

دل میں کینہ ہو، دل میں بغض ہو، دل میں منافقت ہو، دل میں لالچ ہو، دل میں جھوٹ ہو، دل میں تکبر ہو، دل میں نخوت ہو، دل میں حسد ہو، دل میں گناہ ہو، دل میں ظلم ہو، دل میں شر ہو، دل میں فتنہ ہو، دل میں فساد ہو، دل میں دشمنی ہو، دل میں غیبت ہو، دل میں خیانت ہو، دل میں ناانصافی ہو، دل میں وعدہ خلافی ہو، دل میں معصیت ہو، دل میں افتراق ہو، دل میں انتشار ہو، دل میں تعصب ہو، دل میں بدگمانی ہو، دل میں کسی کے لئے نقصان کا ارادہ ہو، دل میں کسی کے لئے انتقام ہو، دل میں کسی کے لئے زیادتی کا ارادہ ہو، دل میں نافرمانی ہو، دل میں غفلت ہو، دل میں اللہ سے دوری ہو۔ غرضیکہ دل میں ہر ہر شر کی صورت ہو، دل میں ہر فساد کی جہت ہو، دل میں ہر ہر فتنے کی نوعیت ہو، حتیٰ کہ دل میں معصیت کا غلبہ ہو اور دل شیطانی وساوس کی آماجگاہ ہو تو اچھی طرح یہ بات سمجھ لیں ایسا دل بھی ناپاک ہوجاتا ہے۔ اس دل کو بھی طہارت کی ضرورت پیش آتی ہے۔ اس دل کو بھی دھونا پڑتا ہے۔ اس دل کو بھی ظاہری اعضاء کی طرح پاک کرنا پڑتا ہے۔ ظاہری طہارت کی طرح باطنی طہارت کو بھی اختیار کرنا پڑتا ہے۔ ظاہری طہارت عبادت کی عمارت کا ظاہر اور باطنی طہارت عبادت کی عمارت کا باطن ہے۔ عبادت میں جمال اور کمال کلی طہارت سے میسر آتا ہے۔

## دلوں کی ناپاکیاں اور بیماریاں

اب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ دل ناپاک کیسے ہوتے ہیں کون سی چیزیں دلوں کو پلید کرتی ہیں، کون سے امراض دلوں کی طہارت ختم کرتے ہیں، کون سی بیماریاں دلوں کی پاکیزگی کا خاتمہ کرتی ہیں۔ اس حوالے سے قرآن یہ بیان کرتا ہے کہ انسانی دلوں کو کچھ امراض لاحق ہوتے ہیں۔ ان امراض کی بناء پر ان دلوں میں طہارت ختم ہونا شروع ہوجاتی ہے۔ جوں جوں دل کا مرض بڑھتا ہے توں توں طہارت رفتہ رفتہ ختم ہونا شروع ہوجاتی ہے۔ قرآن اس حقیقت کو یوں بیان کرتا ہے کہ دلوں کو بھی ناپاکی کے امراض لاحق ہوتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

**فَتَرَى الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَّرَضٌ يُسَارِعُونَ فِيهِمْ. (المائدة: ۵۲)**

''سو آپ ایسے لوگوں کو دیکھیں گے جن کے دلوں میں (نفاق اور ذہنوں میں غلامی کی) بیماری ہے کہ وہ ان (یہود و نصاریٰ) میں (شامل ہونے کے لیے) دوڑتے ہیں''۔

یہ آیت اس حقیقت کو واضح کرتی ہے کہ ''**فی قلوبھم مرض**'' دلوں کو مرض لاحق ہوتا ہے۔ جب انسانی دل کو کوئی باطنی مرض لگتا ہے تو وہ دل ناپاک ہوجاتا ہے۔ یہود و نصاریٰ، غیر مسلموں کو جو مرض اسلام کی بابت لگا وہ تعصب کا مرض تھا۔ وہ اپنی خاندانی عصبیت کا مرض تھا۔ انہوں نے منصب نبوت و رسالت کو از خود اپنے خاندان بنی اسرائیل کے لئے مختص کرلیا تھا۔ خدا کی قدرت اور مشیت پر کوئی اپنی مرضی مسلط نہیں کرسکتا۔ جب ایسا نہ ہوا تو وہ تعصب کا مرض مزید بڑھا، اس نے دل کو ناپاک کیا جس کی بناء پر یہود و نصاریٰ نے حقیقت

کا ہی انکار کر دیا۔ اسی طرح دل کے امراض کا تذکرہ کرتے ہوئے سورہ توبہ میں ارشاد فرمایا:

وَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا اِلٰى رِجْسِهِمْ . (التوبة: ١٢٥)

''اور جن لوگوں کے دلوں میں بیماری ہے تو اس (سورت) نے ان کی خباثت (کفر و نفاق) پر مزید پلیدی (اور خباثت) بڑھا دی''۔

## دل کی بیماری کا دوسرے اعضاء جسم پر اثر

دلوں کو جب کوئی مرض سوء لاحق ہوتا ہے اگر اس کی اصلاح نہ کی جائے تو وہ مرض بڑھتا رہتا ہے۔ جیسے انسان کو کوئی ظاہری مرض لگتا ہے اگر اس کا علاج نہ کرائے اور اس بیماری کے خاتمے کی کوئی دوا اور تدبیر نہ کرے تو وہ مرض بڑھتا ہی رہتا ہے۔ اسی طرح دل کا باطنی مرض بھی بغیر اصلاح اور بغیر علاج کے بڑھتا رہتا ہے۔ حتیٰ کہ وہ مرض باطنی دل کو مکمل اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے۔ وہ مرض اس قدر بڑھتا ہے کہ دل کو اندھا کر دیتا ہے۔ دل کو کچھ سجھائی نہیں دیتا اور دل کو کچھ سجھائی نہیں دیتا اور دل کی بینائی اور روشنائی کی قوت ختم ہوجاتی ہے اور دل کی ادراکی طاقت دم توڑ دیتی ہے۔اب اس دل پر اس مرض کا بسیرا ہوتا ہے اور اسی مرض کا راج ہوتا ہے، وہی مرض اس میں مزید پرورش پاتا ہے اور اسی کی اس میں پھر تیز تر نمو ہوتی ہے۔ اس لئے وہ ہدایت سے نتیجتاً خود کو ہی دور کر لیتے ہیں۔ ایسے ہی دلوں کے حوالے سے باری تعالیٰ نے قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا:

خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ ؕ وَعَلٰٓى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ. (البقرة: ٧)

''اللہ نے (ان کے اپنے اِنتخاب کے نتیجے میں) ان کے دلوں اور کانوں پر مُہر لگا دی ہے اور ان کی آنکھوں پر پردہ (پڑ گیا) ہے''۔

دل بند ہوتے ہیں تو کان اور آنکھیں بھی بند ہوجاتی ہیں۔ دل نہیں سمجھتا تو آنکھ بھی نہیں دیکھتی اور کان بھی نہیں سنتا۔ دل کی آمادگی پر آنکھ بھی دیکھتی ہے اور کان بھی سنتا ہے۔ جہاں دل لگتا ہے وہاں آنکھیں یکسو ہوجاتی ہیں اور پورا جسم ہمہ تن گوش ہوجاتا ہے۔ اس لئے انسانی جسم میں دل کی حیثیت ایک حاکم کی ہے جو انسان پر ہمہ وقت اپنی مرضی مسلط کرتا ہے۔ عقل وفکر پر اسی کا غلبہ ہوتا ہے۔ انسان کے رویوں پر اسی کا راج ہوتا ہے اور انسان کی عادتوں میں اسی کا تغلب ہوتا ہے۔ جب دل کو مختلف امراض باطنی لگتے رہتے ہیں جو انسان کی طہارت کو ختم کرتے ہیں جو انسان کی دل کی پاکیزگی کو متاثر کرتے ہیں تو پھر یہی دل اندھے ہوجاتے ہیں۔ قرآن اس کا ذکر یوں کرتا ہے:

وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِيْ فِي الصُّدُوْرِ. (الحج: ٤٦)

''بلکہ دل جو سینوں میں ہیں وہ اندھے ہوتے ہیں جو نہ حق کو سمجھتے ہیں نہ قبول کرتے ہیں''۔

ام المومنین

# حضرت میمونہ بنت حارثؓ

نواز رومانی

ایک روز حضور نبی اکرم ﷺ احرام کھولنے کے بعد تشریف فرما تھے کہ آپ ﷺ کے چچا حضرت عباسؓ حاضر خدمت ہوئے، ادب سے بیٹھ گئے اور عرض گزار ہوئے:

''یارسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں، برہ بنت حارث اسی سال کے ابتدا میں بیوہ ہوگئی تھی''۔ یہ کہہ کر انہوں نے قدرے سکوت فرمایا اور پھر ان کی گزشتہ زندگی پر سے پردہ اٹھایا اور عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! آپ برہ بنت حارث کو اپنے حبالہ عقد میں لے لیں۔ ٹھیک ہے میں اسے اپنے حبالہ زوجیت میں لے لیتا ہوں۔ حضور اکرم ﷺ نے اپنے چچا حضرت عباسؓ کی تجویز سے اتفاق کیا اور چار سو درہم مہر پر برہ بنت حارث کو اپنی زوجیت میں لینا قبول کرلیا اور ان کا نام تبدیل کر کے میمونہ رکھ دیا۔ اس وقت حضور اکرم ﷺ کی عمر مبارک ۶۰ برس تھی۔

بعض مورخین کے مابین یہ اختلاف چلا آرہا ہے کہ آیا یہ نکاح حالت احرام میں کیا تھا یا احرام سے نکل آنے کے بعد یہاں اس کی وضاحت ضروری ہے تاکہ لوگوں کے ذہنوں میں جنم لینے والے شکوک وشبہات کا ازالہ ہو۔ حضرت امام مسلمؒ نے صحیح مسلم شریف میں ایک باب کا عنوان باندھا ہے۔ بحالت احرام نکاح کرنا حرام اور نکاح کا پیغام دینا مکروہ ہے۔

اس باب کے تحت کئی روایات ہیں۔ حضرت عثمان غنیؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا محرم (احرام کی حالت میں) نہ اپنا نکاح کرے اور نہ کسی دوسرے کا نکاح کرے۔

حضرت سیدہ میمونہؓ کے بھانجے یزید بن اصمؒ سے روایت ہے کہ ام المومنین حضرت میمونہؓ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے اس حالت میں نکاح کیا کہ آپ ﷺ احرام میں نہیں تھے۔

امیرالمومنین حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے زمانے میں جب اس مسئلہ پر بحث وتکرار ہوئی تو انہوں نے

جزیرہ کے گورنر میمون کو لکھا کہ وہ حضرت یزید بن اصمؓ سے دریافت کر کے لکھیں تو انہوں نے بتایا: حضور نبی اکرم ﷺ کی شادی مبارک بغیر احرام کی حالت میں ہوئی اسی حالت میں رخصتی ہوئی اور اسی حالت میں مقام سرف پر رسم عروسی ادا کی گئی۔

رئیس التابعین حضرت سعید بن مسیّبؒ کے سامنے کسی نے کہا: عکرمہ کا خیال ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ام المومنین سیدہ حضرت میمونہؓ سے احرام کی حالت میں نکاح کیا تھا تو حضرت سعیدؒ نے کہا: وہ جھوٹا ہے۔ اسے جا کر ڈانٹا۔ اور پھر حدیث پاک بیان کی:

''رسول اللہ ﷺ احرام کی حالت میں مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے اور احرام کھولنے کے بعد نکاح کیا''۔

حضور اکرم ﷺ سے حضرت میمونہؓ کی شادی مبارک کے بارے میں مختلف روایات ہیں۔

ایک روایت ہے کہ ہادی برحق ﷺ نے مدینے سے اپنے خادم حضرت ابو رافعؓ کو حضرت اوس بن خولی کے ساتھ وکیل بنا کر بھیجا اور انہوں نے ایجاب وقبول کیا۔ حضرت قتادہ وعکرمہؓ کے حوالوں سے روایت ہے کہ حضرت میمونہؓ نے اپنا نفس ہبہ کر دیا تھا۔ ایک تیسری روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ کی طرف سے جب نکاح کا پیغام پہنچا تو اس وقت حضرت میمونہؓ اونٹ پر سوار تھیں، جواب دیا:

''اونٹ اور جو کچھ اس پر ہے، وہ سب اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے لئے ہے''۔ مگر درست روایت وہی ہے کہ حضرت عباسؓ نے حضور اکرم ﷺ کی بارگاہ میں خود درخواست کی تھی کہ وہ برہ بنت حارث سے نکاح فرما لیں اور آپ ﷺ نے اسے شرف قبولیت بخشا تھا۔ قرار داد حدیبیہ کے مطابق مسلمانوں کے سہ روزہ قیام مکہ کی مدت ختم ہو چکی تھی لیکن حضور ﷺ نے ولیمہ کی تقریب کے سلسلے میں کچھ اور مہلت طلب کرنا چاہی اسی اثنا میں سہیل بن عمرو اور حویطب بن عبدالعزی قریش کی جانب سے پہنچے اور عرض کی:

مدت قیام ختم ہوگئی ہے لہذا آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے ساتھی مدینہ واپس تشریف لے جائیں۔ سنا تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں نے برہ جس کا اب نام میمونہ ہے، سے شادی کر لی ہے اگر مزید مہلت مل جائے تو ولیمہ یہیں کروں اور تمہیں بھی اس ضیافت میں شرکت کا موقع دوں۔

اس فرمان کا مقصد وحید یہ تھا کہ آپ ﷺ کو اس بات کی خبر تھی کہ عمرہ قضا نے اہل مکہ کے دلوں پر گہرے نقوش مرتب کئے ہیں اور ان کی عداوتیں اور رنجشیں بہت حد تک کم ہوگئی ہیں۔ حضور ﷺ یہ بھی جانتے تھے کہ اگر ان لوگوں نے ضیافت قبول کر لی اور انہوں نے آپ ﷺ سے گفت وشنید کی تو مکہ کے دروازے آپ ﷺ پر کھل جائیں گے۔ سہیل اور حویطب کو بھی اس بات کا خدشہ تھا۔ چنانچہ انہوں نے صاف صاف جواب دیا:

''ہمیں آپ ﷺ کی ضیافت کی ضرورت نہیں، آپ ﷺ فی الحال یہاں سے تشریف لے جائیں''۔
رسول اللہ ﷺ نے ان کے مطالبے کو تسلیم کرلیا اور مسلمانوں کو روانگی کا حکم دے دیا۔ چنانچہ آپ ﷺ مکہ سے چل پڑے۔ آپ ﷺ نے اپنے مولیٰ حضرت ابو رافعؓ کو مکہ میں چھوڑا تا کہ وہ ام المومنین حضرت میمونہؓ کو مقام سرف پر لے آئیں۔

عمرۃ القضاء کے موقع پر رسول اللہ ﷺ اور آپ کے رفقاء کی اخلاقی، روحانی، معاشرتی لحاظ سے منزہ پاکیزہ زندگیوں کے مظاہرے نے کفارو مشرکین مکہ کو باور کرادیا تھا کہ اسلام حقیقتاً ایسا دین ہے جو انسانی زندگی کے ہر پہلو پر محیط ہے اور جو اس کا پیروکار بن جاتا ہے، وہ نہ صرف اپنی ذات کی بلکہ دوسروں کی کردار سازی بھی بطریق احسن سرانجام دے سکتا ہے۔ آنکھوں دیکھے واقعات کو جھٹلانا کسی کے بس کا روگ نہ تھا اس کا نتیجہ جو منطقی طور پر نکل سکتا تھا، وہ یہی تھا کہ وہ دلی طور پر اس دین حقہ اور اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ دین کے معترف ہو چکے تھے۔

ان اثرات کے علاوہ وہ جن کا اب شکار تھے ان کے لئے ایک بات توجہ کا مرکز بنی ہوئی تھی اور وہ ختم المرسلین ﷺ کی حضرت میمونہؓ سے شادی کرنا تھی۔ انہیں اپنے وہ کرتوت یاد آرہے تھے جو انہوں نے حضور اکرم ﷺ سے روا رکھے تھے، ان کا جینا دوبھر کردیا تھا، گھاٹی میں محبوس ہونے پر مجبور کردیا تھا اور آج سے سات سال قبل خفیہ طور پر ہجرت کرجانے کے سوا کوئی اور چارہ کار نہ رہا تھا۔ آج وہی ہستی انکے شہر کی ایسی خاتون کو بیاہ کر ساتھ لے جارہی تھی جس کے قریش کے اکثر معزز خاندانوں سے نہایت قریبی رشتے کے تعلقات تھے اور وہ چشم تصور سے دیکھ رہے تھے کہ آج نہیں تو کل حضرت میمونہؓ کے عزیز و اقارب بھی وابستگان اسلام میں شامل ہوجائیں گے۔ یہی وہ سوچ اور فکر تھی جو انہیں مضطرب و بے چین کئے ہوئے تھی اور وہ کرب کے دہکتے انگاروں پر لوٹ رہے تھے، ان کے لئے یہ منظر سوہان روح سے کم نہ تھا کہ جس ہستی کو وہ خانہ کعبہ میں اپنے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کی اجازت دینے کے لئے تیار نہ تھے، آج وہی عظیم و عالی مرتبت ہستی اپنے ہزاروں پیروکاروں کے ہمراہ اسی مقدس شہر میں اپنے ساتھیوں کے ہمراہ جہاں چاہتے، تشریف لے جاتے تھے جبکہ اس شہر کے مکیں اپنے گھروں سے دور ٹیلوں اور پہاڑوں پر خیمہ زن تھے۔

اس کرب انگیز کیفیت کی وجہ سے قریش مکہ کی طرف سے مختلف قسم کا ردعمل ظاہر ہوا۔ ایک جماعت وہ تھی جو اس انقلاب زمانہ کے اسباب وعلل پر تعمق کرنے کی بجائے جذبات سے کام لے رہی تھی جس کا وہ برملا اظہار کررہی تھی اور وہ ناملائم لفظ حضور اکرم ﷺ کی شان میں استعمال کررہی تھی اور اس نے ام المومنین حضرت میمونہؓ کے بارے میں بھی نازیبا الفاظ کہے۔ یہ الفاظ جب حضور اکرم ﷺ کے آزاد کردہ غلام حضرت ابورافعؓ نے

سنے تو انہیں سخت رنج ہوا لہذا ان لوگوں کو مخاطب کر کے انہوں نے فرمایا:

تم کیا چاہتے ہو؟ اس جماعت کے چند سرپھروں نے جنہوں نے اپنے خبث باطن کا اظہار کیا تھا، حضرت ابو رافعؓ کی یہ بات سنی تو منتشر ہوگئے۔ حضرت میمونہؓ کی محبوب کبریا ﷺ سے شادی مکہ مکرمہ میں جہاں انقلاب بپا کرنے کا موجب بنی وہاں اس کے مثبت اثرات نجد کے علاقے میں بھی ظاہر ہوئے اور وہ یہ تھے کہ اہل نجد کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی قرابت داری قائم ہوگئی تھی جس کے بعد ان کے لئے دشمنی و مخالفت کی روش پر قائم رہنا ممکن نہ رہا اور اس میں نمایاں حد تک تبدیلی آگئی۔

رسول اللہ ﷺ کو اس امر کا یقین تھا کہ عمرہ قضا نے قریش اور باقی تمام اہل مکہ کے دلوں پر گہرا اثر کیا ہے اور جلد ہی اس کا کوئی نتیجہ برآمد ہوگا لہذا تاریخ کے اوراق اس بات پر شاہد ہیں کہ مکہ سے واپسی کے تھوڑے ہی دنوں بعد (حضرت) خالد بن ولید (رضی اللہ عنہ) جو قریش کے مشہور شہسوار تھے، انہوں نے ایک دن اپنے حلقہ احباب میں کہا:

’’ہر دانش مند شخص پر یہ حقیقت واضح ہوچکی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نہ ساحر ہیں نہ شاعر اور نہ مجنون، ان کی باتیں اللہ تعالیٰ کی باتیں ہیں لہذا ہر عقل مند کا فرض ہے کہ وہ ان کی اطاعت و اتباع کرے‘‘۔

عکرمہ بن ابوجہل نے یہ بات سنی تو پریشان ہوگیا، وحشت اس کے چہرے پر نمایاں ہوگئی اور کہا: اے خالد! تو صابی ہوگیا ہے۔ (حضرت) خالد بن ولیدؓ نے سنا تو فرمایا: صابی نہیں بلکہ میں نے اسلام قبول کرلیا ہے۔ عکرمہ اور بھنایا۔ بولا: قریش میں سے جس شخص کی زبان سے ایسے الفاظ کی توقع نہ تھی، وہ تو تھا۔ (حضرت) خالد بن ولیدؓ نے دریافت فرمایا: آخر اس کا سبب؟ عکرمہ گویا ہوا: کیونکہ پیغمبر اسلام ﷺ نے تیرے باپ کو زخمی بھی کیا اور ذلیل و خوار بھی اور جنگ بدر میں تیرا چچا اور اس کا بیٹا مسلمانوں کے ہاتھوں موت کے گھاٹ اترے۔ واللہ اگر تیری جگہ میں ہوتا تو ہرگز اسلام قبول نہ کرتا اور نہ اس قسم کے الفاظ میرے منہ سے نکلتے تو نہیں جانتا کہ قریش اس سے جنگ کرنا چاہتے ہیں۔

حضرت خالد بن ولیدؓ نے عکرمہ بن ابوجہل کی بات سنی تو فرمایا: یہ معاملہ ایام جاہلیت کی عصبیت اور حمیت پر مبنی ہے لیکن اب تو حقیقت مجھ پر آشکارا ہوچکی ہے، میں نے دل و جان سے اسلام کو سینے سے لگالیا ہے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے چند گھوڑے حضور ﷺ کی خدمت میں روانہ کردیئے تھے اور اپنے قبول اسلام کی اطلاع بھی بھجوادی تھی جب اس کی اطلاع ابوسفیان کو ہوئی تو حضرت خالد بن ولیدؓ کو بلوا بھیجا اور پوچھا: جو افواہیں تیرے متعلق گرم ہیں، کیا سچ ہیں؟ ہاں! حضرت خالد بن ولیدؓ نے جواب دیا اور پھر بولے: جسے یہ پسند نہیں وہ بے شک

خفا ہوجائے۔ یہ سنا تو ابوسفیان ان پر ٹوٹ پڑا مگر عکرمہ بن ابوجہل نے جو وہاں موجود تھا، اسے روکا اور کہا:

اے ابوسفیان! تمہیں جو خدشہ ہے، وہی مجھے بھی ہے ورنہ میں بھی وہی بات کہتا جو حضرت خالد بن ولیدؓ نے کہی ہے اور میں بھی اسلام قبول کرلیتا۔ ابوسفیان نے سنا تو عکرمہ کے چہرے کی طرف دیکھنے لگا۔ عکرمہ پھر اس سے مخاطب ہوا: تم حضرت خالد بن ولیدؓ کو اس عقیدے کی بناء پر جو اس نے اختیار کیا ہے، قتل کردینا چاہتے ہو؟ ہاں! ابوسفیان نے کہا۔ یہ بات ہے تو سن لو شاید تمہیں معلوم نہیں کہ قریش کے تمام لوگوں کا زاویہ نظر بدل چکا ہے اور وہ بھی کچھ اسی قسم کے خیالات دلوں میں لئے بیٹھے ہیں۔ مجھے خطرہ ہے کہ ایک سال بھی گزرنے نہ پائے گا کہ تمام اہل مکہ اس عقیدے کے پیرو ہوجائیں گے۔

اس واقعہ کے بعد حضرت خالد بن ولیدؓ، رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ عالیہ میں حاضر ہوگئے اور مسلمانوں کی جماعت میں شامل ہوگئے۔ ان کے بعد حضرت عمرو بن العاصؓ اور کعبے کے پاسبان حضرت عثمان بن طلحہؓ نے بھی اسلام قبول کرلیا۔ ان کی وجہ سے اور بہت سے لوگ حلقہ بگوش اسلام ہوئے جس سے اسلام کی قوت و شکوہ میں بہت اضافہ ہوا۔ ان باتوں سے ہر شخص سمجھ رہا تھا کہ وہ وقت دور نہیں جب مکہ مکرمہ کے دروازے ہمیشہ کے لئے مسلمانوں پر کھل جائیں گے۔ یہ تھے وہ دور رس نتائج جو عمرہ قضا اور حضرت میمونہؓ سے حضور اکرم ﷺ کی شادی کی وجہ سے مرتب ہوئے۔

جب تاجدار کائنات ﷺ مکہ مکرمہ سے عمرہ قضا کے بعد روانہ ہوئے تو حضرت میمونہؓ، آپ ﷺ کے چچا حضرت عباس بن عبدالمطلبؓ کے پاس تھیں۔ حضور اکرم ﷺ نے اپنے آزاد کردہ غلام حضرت ابو رافعؓ کو چند دوسرے ساتھیوں کے ساتھ مکہ مکرمہ میں چھوڑ دیا تھا کہ وہ بعد میں حضرت میمونہؓ کو لے کر قافلے سے جاملیں۔

حضور نبی اکرم ﷺ کے مکہ مکرمہ سے تشریف لے جانے کے بعد حضرت ابو رافعؓ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ سیدنا حضرت عباسؓ کے در اقدس کی طرف چل پڑے۔

حضرت میمونہؓ کی زندگی کی گاڑی جو دوسرے شوہر کی وفات پر بیوگی کے مقام پر آکر رک گئی تھی، حضور اکرم ﷺ کے انہیں زوجیت میں قبول کرنے کی وجہ سے پھر متحرک ہوگئی تھی لیکن اب اس گاڑی کا رخ جس منزل کی طرف تھا اس سے بڑھ کر کوئی دوسری منزل عظیم و اعلیٰ نہیں ہوسکتی تھی۔ انکے وہم وگمان میں بھی نہیں تھا کہ زندگی میں دو حادثات جو طلاق اور بیوگی کی شکل میں نمودار ہوئے تھے، ان کا انجام اس قدر خوب صورت اور حسین ہوگا اور وہ ام المومنین کے مرتبہ پر فائز ہوں گی۔ ام المومنین ایسا مقدس و اعلیٰ لقب جس کے مدمقابل تمام

القابات کوئی معنی نہیں رکھتے اس کے نتیجے میں حضرت میمونہؓ کو نہ صرف اس کارگہ عالم میں آقائے نامدار ﷺ کی رفاقت نصیب ہوگی بلکہ اخروی زندگی میں بھی آپ ﷺ کی معیت و ہم نشینی حاصل ہوگی۔ اب وہ زوجہ رسول، ام المومنین اور دوسری امہات المومنین کی صف میں شامل تھیں جن کا احترام اورعزت کرنا ہر مسلمان پر لازم وفرض ہے اور جو ان کا گستاخ و بے ادب ہے، وہ دائرہ بارگاہ خداوندی و مصطفوی ﷺ سے باہر ہے۔

ام المومنین حضرت میمونہؓ کی زیست کی ناؤ ایک ایسے کنارے پر جا کر لگ گئی تھی جہاں صبح و شام اللہ عزوجل کی رحمتوں اور نوازشوں کا نزول ہوتا تھا اور ہو رہا ہے یہاں ہر طرف نور ہی نور پھیلا ہوا تھا، حسن ہی حسن تھا جو حد نظر تک بکھرا ہوا تھا، ہر سو خوشبو ہی خوشبو نے مہکار مچا رکھی تھی اور نظر نواز رنگ موجود تھے اور یہ صرف اور صرف راحت انس و جن، ابد قرار، رسول عربی، تاجدار کونین ﷺ کے دامن اطہر کے ساتھ وابستہ ہونے کی برکت تھی۔

یارب العالمین! یارب رحمۃ للعالمین! میں تیرا کس منہ سے اور کس طرح شکر ادا کروں کہ تو نے مجھے جس نعمت عظمٰی سے سرفراز فرمایا ہے اس سے بڑھ کر میرے لئے اور کوئی نعمت نہیں ہوسکتی۔

وہ سوچنے لگیں۔ چہرہ اقدس پر نور تہہ در تہہ پھیلا ہوا تھا۔ حضرت عباسؓ گھر میں تشریف فرما تھے کہ اسی اثناء میں حضرت ابوبکر رافع اپنے ساتھیوں کے ہمراہ حاضر خدمت ہوئے۔ حضرت عباسؓ نے ان کا خندہ پیشانی سے استقبال کیا کیونکہ وہ حضور اکرم ﷺ کے فرستادہ تھے، انہیں عزت سے بٹھایا اور تواضع کی۔

فرمان رسول اللہ ﷺ کے مطابق ان کی امانت ام المومنین سیدہ حضرت میمونہؓ کو لینے حاضر ہوا ہوں تاکہ آپ ﷺ کے پاس پہنچادوں۔ حضرت ابو رافعؓ نے اپنے آنے کا مقصد بیان کیا۔ حضرت سیدنا عباسؓ نے یہ نوید اپنی زوجہ محترمہ حضرت ام الفضلؓ کو سنائی تو گھر میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ حضرت میمونہؓ کی رخصتی کی فوراً تیاریاں شروع کردیں، وہ اپنی بہن کو دلہن بنانے لگیں، وہ انہیں سجا کر حضور اکرم ﷺ کے پاس بھیجنا چاہتی تھیں اس وقت ان کی دوسری بہنیں بھی موجود تھیں۔

تمہیں بے حد مبارک ہو میمونہ (رضی اللہ عنہا)! جس مقدس ہستی کے دامن کے ساتھ تم بندھ گئی ہو اس سے بڑی اور عظیم اور کوئی بات نہیں ہوسکتی۔

ایک بہن نے کہا۔ تم نے حضور اکرم ﷺ کی راحت و آرام کے لئے کوئی کسر نہیں چھوڑی۔

# خواتین کا عالمی دن اور تحفظِ حقوقِ نسواں

روبینہ حفیظ

اسلام دنیا کا وہ واحد آفاقی و لافانی مذہب ہے جس نے ایک جانب جہاں زمان و مکان اور زمین و آسمان کی وسعتوں میں موجود خزانوں کی نقاب کشائی و تشریح کی، وہیں کائنات کی وسعتوں و جہتوں کو مسخر کرنے کے اسرار سے پردہ اٹھانے کے ساتھ ساتھ انسان کو معیشت ومعاشرت' تجارت وصنعت اور تعلقات سے لیکر تہذیب و ثقافت تک ہر سمت میں رہنمائی کرتے ہوئے مکمل ضابطہ حیات فراہم کیا ہے اور اسلام کے فراہم کردہ ضابطہ حیات کی سب سے بڑی خصوصیت وخاصیت یہ ہے کہ اس میں حاکم ومحکوم' آقا و غلام' آجر و اجیر اور مرد و زن ہر ایک رشتے کے درمیان توازن و مساوات کے قیام کے ذریعے عدل فراہم کیا گیا ہے تاکہ کوئی بھی انسان کسی بھی رشتے کی شکل میں دوسرے انسان سے شاکی نہ ہو اور اللہ تعالیٰ کی طرح انسانوں کا بھی شکر گزار رہے اور یہی شکر گزاری محبت و احترام کے اسباب پیدا کرتی ہے مگر افسوس کہ آقائے نامدار حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی دنیا سے پردہ داری کے بعد صحابہ و اولیاء کرام کی کوششوں اور اہل بیت عظام کی قربانی کے باوجود اہل ایمان اسلام کے بنیادی اصول مساوات کو فراموش کرتے چلے گئے اور نبی کریم کی جانب سے قیامت تک کیلئے رشدوہدایت عطا کرنے والے تحفے قرآن کریم سے استفادہ کرنے کی بجائے سرداروں اور بڑے لوگوں کی منافقانہ افعال کو ہی روایات کے نام پر ایمان کا درجہ دے بیٹھے تو بے راہ روی ان کا مقدر بنی اور مسائل نے انہیں اس طرح جکڑ لیا کہ مفاد پرستی' نفسانفسی' افراتفری اور انا وتکبر کا زہر اس کے رگ و پے میں سرایت کر گیا جس کے نتیجے میں اس استحصال نے جنم لیا جس سے آج ہمارا معاشرہ دوچار ہے اور استحصال کے اس عفریت کی خوراک چونکہ محبت و احترام ہے لہٰذا اس کی نسل کشی ہورہی ہے اور اس عفریت کی کوکھ سے جنم لینے والی نفرت بہت تیزی سے بڑھتی چلی جارہی ہے۔

آج ہمارے چہارسو نفرت کے ڈیرے ہیں جو احترام ومحبت مفقود ہو چکے ہیں اور عزت و تقدس کو نشانہ بنایا جارہا ہے' ہر انسان دوسرے انسان کا استحصال کر کے' اسے پریشان کر کے' اسے قربان کر کے اپنی ذات کی

تسکین میں مگن ہے اور ان نتائج سے بے پرواہ ہو چکا ہے جن کا شکار اس کی آئندہ آنے والی نسلوں کو بننا ہے کیونکہ انسان آج جو کچھ بو رہا ہے اسکی کھیتی اس کی اولادوں کو کاٹنی ہے جبکہ نفرت و استحصال کے بوئے ہوئے بیجوں پر محبت واحترام کی فصل لگنے کی توقع نہیں کی جاسکتی۔

اس ماحول میں آدم کی تنہائی کے آنسوؤں کی اشک شوئی کیلئے قبولیت دعا کے صلے میں جنت سے بطور تحفہ آدم کی تنہائی مٹانے کیلئے بھیجی جانے والی حوا کی وہ بیٹی جو اس زمین پر نسل انسانی کی افزائش کا باعث ہے اس دنیا کو محبت سے سجانے اور نفرت کی آگ بجھانے کیلئے وہی سعی کر رہی ہے جو ''نارِ نمرود'' بجھانے کیلئے ایک چڑیا نے کی تھی اور جب چڑیا سے کہا گیا کہ ''تیری چونچ میں موجود پانی کا ننھا سا قطرہ کیا ابراہیم کے گرد دہکائے گئے اس الاؤ کو ٹھنڈا کردے گا''۔ تو اس نے جواب دیا کہ ''میں جانتی ہوں میرے چونچ میں موجود پانی کے ننھے قطرے کی اس نارِ نمرود کے سامنے کوئی بساط و اوقات نہیں ہے اور اس آگ کا کچھ بگاڑنے کی بجائے خود فنا ہوجائے گا مگر میں اس آگ کو بجھانے کیلئے اپنا فرض تو ادا کرسکتی ہوں باقی اللہ کی رضا کہ میری اس سعی کو کیا مقام ملتا ہے اور اسے کامیابی کی منزل عطا ہوتی ہے یا نہیں!''۔

یہ ہے عورت کا وہ کردار جو دنیا کی ہر مخلوق میں تقریباً یکساں ہے! چاہے وہ انسان ہو' حیوان ہو' چرند ہو' پرند ہو درند ہو یا حشرات' وہ مخلوق آب ہو' مخلوق خاک ہو' مخلوق باد ہو مخلوق آتشی ہو یا اشرف المخلوقات حضرت انسان ہر مخلوق میں موجود ''مادہ'' جسے انسانوں میں ''خاتون'' (WOMEN) کہا جاتا ہے' محبت و فرض کے اسی خمیر سے گوندھ کر بنائی گی ہے!

اور شاید اسی لئے علامہ اقبال جیسا دانا و مفکر بھی یہ بات کہنے پر مجبور ہوگیا تھا کہ

''وجود زن سے ہے تصویر کائنات میں رنگ''۔

مگر آج کا انسان جو پیغام محمدی ﷺ کو بھول کر' رضائے الٰہی کو بالائے طاق رکھتے ہوئے قرآن کریم کو ''زینت طاق'' بنا کر رشد و ہدایت سے محروم ہو کر ایک بار پھر جہالت کی انہی اندھی وادیوں میں گم ہو چکا ہے جس سے عربوں کو باہر نکالنے کیلئے حضرت محمد مصطفی ﷺ کو اسلام کی شمع کے ساتھ آسمان سے اس زمین پر مبعوث کیا گیا تھا۔

آج کا انسان ہر سطح پر ہر ایک کا ہر طریقے سے استحصال کر رہا ہے جس کی وجہ سے دہشت گردی' بدامنی جیسے قبیح جرام پیدا ہو رہے ہیں جن پر انسانیت نوحہ کناں ہے' یہی نہیں بلکہ صنفی مساوات کا بھی خون کر کے اس ہستی کی ناقدری کر رہا ہے جسے قبولیت دعا کے شرف میں بطور نعمت رفیق زندگی بنا کر آدم کو نوازا گیا اور جو اگر ماں ہو تو محبت' خدمت' تربیت' چاہت' اخلاص اور قربانی کے جذبوں سے مزین ایسی شفیق ہستی ہوتی ہے جس سے رب کو بھی

پیار ہے تبھی تو اپنے محبوب کی شفاعت سے جنت کو منسوب کرنے والے نے اس کے قدموں تلے جنت کی بشارت دی ہے یعنی جو ماں سے محبت کرے گا سمجھو وہ رب کی اطاعت کرے گا اور رب کی اطاعت کرتا ہے وہ یقیناً جنتی ہوتا ہے لیکن سوچو کہ جو ماں کا نافرمان ہو یا اسے تکلیف پہنچائے تو پھر رب تعالیٰ اس سے کیا سلوک کرے گا ؟

یہ وہ سوالیہ نشان ہے جس پر فکر کرنے کی کسی کو فرصت ہے نہ ضرورت ! عورت ہی ہے جسے ماں جیسا شفیق روپ دینے کے بعد رب نے بیوی کی صورت شریک حیات بنا کر زندگی گزارنے میں آسانیاں فراہم کرنے ' پیٹ و نفس کی تسکین کے جائز ذرائع فراہم کرنے اور وفا و خدمت کے ساتھ تکمیل آدمیت کے ذریعے افزائش انسانی کا کارنامہ انجام دینے پر بھی مامور کیا گیا ہے !

بہن کی صورت میں بھائی پر مر مٹنے کا جذبہ رکھنے والی یہ عورت جب بیٹی کے روپ میں ڈھلتی ہے تو وہ نعمت بن جاتی جسے جنت کے دروازوں سے تعبیر کیا گیا ہے !

مگر عورت کے حصے میں رکھے گئے فرائض تو ہمارے معاشرے نے تسلیم بھی کئے اور اس ان کا بوجھ ضرورت سے زیادہ ڈالا بھی گیا مگر اس کے حقوق سے کسی کو کوئی سروکار نہیں !

آج کا انسان اور بالخصوص ہمارے مشرقی معاشرے کا انسان تہذیب یافتہ معاشرے کی اصل بنیاد عدل' انصاف' احسان اور مساوات سب کو فراموش کر کے جس طرح سے صنفی استحصال کر رہا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ عرب کو جہالت کی جن تاریکیوں سے نکالا گیا تھا وہ پھر سے لوٹ آئی ہیں۔

عورت جس کے بارے میں حکم ربی ہوا تھا کہ یہ مارنے' پیٹنے' تشدد کرنے' زندہ دفنانے یا نفسانی بھوک مٹانے والی کوئی جنس نہیں بلکہ اسی طرح سے اللہ کی زندہ مخلوق ہے جس طرح سے مرد اور چونکہ گھر کی تزئین و آرائش سے بچوں کی افزائش اور اولاد کی تربیت سے اخلاق و کردار کی تعمیر تک عورت کو ہر شعبہ میں فرائض و ذمہ داریاں عائد کی گئی ہیں اسلئے اس کی فطرت میں قدرت نے محبت' محنت اور خدمت کے جذبات کو بھی 70 گنا زیادہ رکھا ہے لہٰذا احکامات الٰہیہ اور فرمودات نبوی میں عورت کی تعظیم و تکریم کے بارے میں بار بار ارشادات اس کی فضیلت و اہمیت کو ثابت کر رہے ہیں۔

دنیاوی علم سے لو لگا کر تعیّشات کو تہذیب کا نام دینے والا دورِ جدید کا انسان' آج بھی کسی جنگلی' وحشی اور دورِ قدیم کے کسی خونخوار جانور سے کم نہیں ہے فرق صرف اس کے لباس و آداب اور طرز معیشت و معاشرت کا ہے انسان آج بھی اندر سے ویسا ہی جنگلی و وحشی ہے جیسے عرب کے لوگ تھے جو اپنے جذبوں کی تسکین کیلئے ہمیشہ اپنی عورت کو استعمال کیا کرتے تھے چاہے وہ جذبے نفسانی ہوں' وحشی ہوں' انتقامی ہوں' انا پرستی کے

جذبات ہوں یا کاروباری مفادات ہر جگہ عورت کو نوالہ بنا کر اپنے جذبوں کی تسکین کی جا رہی ہے۔

تہذیب یافتہ کہلائے جانے والے اس دور میں جب عالمی سطح پر ماؤں کے دن کے ساتھ ساتھ ''خواتین کا عالمی دن'' بھی منایا جاتا ہے' تقاریر و مذاکرات' محفل' مذاکرے اور مناظرے ہوتے ہیں اور عورت کی تعظیم و تقریر کے گن گائے جاتے ہیں' اس کی آزادی کی بات کی جاتی ہے' مساوات کا راگ الاپا جاتا ہے اور تصاویر بنوا کر عورت کی عظمت و تقدس کا امین ثابت ہونے والا تہذیب یافتہ معاشرے کا فرد ہونے کا ڈرامہ رچایا جاتا ہے۔حقیقت یہ ہے کہ آج کا یہ متمدن و تہذیب یافتہ معاشرہ جہاں عورت اپنے فرائض سے بڑھ کر ذمہ داریاں انجام دے رہی ہے اور گھر سنبھالنے' بچوں کی تربیت کرنے' شوہر کو خوش رکھنے اور سسرالیوں کی خدمت کرنے کے ساتھ ساتھ ملازمت و محنت کے ذریعے گھر کی کفالت کر کے طب و تعلیم سے تجارت و معیشت تک' بنکنگ سے ٹریولنگ تک اور دفاع سے ٹیکنالوجی تک ہر شعبہ میں ملک و قوم کی ترقی میں بھی اپنا ذمہ دارانہ اور فعال کردار ادا کرنے والی اس عورت کو گھر سے دفتر تک' درسگاہ سے رسدگاہ تک کہیں تحفظ حاصل نہیں ہے اور ہر شعبہ میں ہر سطح پر اس کا بدترین استحصال کیا جارہا ہے اور پھر کہا جاتا ہے کہ ہم تہذیب و تمدن یافتہ معاشرے کا حصہ ہیں کوئی بھی معاشرہ اس وقت تک متمدن اور تہذیب یافتہ نہیں ہوسکتا جب تک وہاں جنسی مساوات' عورت کا احترام اور معاشرے کے ہر فرد کو آزادی و مکمل تحفظ حاصل نہ ہو۔

ہمارا مشرقی اور بالخصوص پاکستانی معاشرہ تو کسی بھی طور تہذیب یافتہ کہلانے کے لائق بھی نہیں ہے کیونکہ یہ وہی معاشرہ ہے جہاں بھائیوں کی جان بخشی کیلئے بہنوں کو ''ونی'' کی بھینٹ چڑھایا جارہا ہے اور اسی کی عزت کے رکھوالے اسے بے عزتی کی موت کا شکار کر رہے ہیں' آبروریزی' تیزاب پھینکے جانے' تیل ڈال کر جلا دیئے جانے' جنسی طور پر ہراساں کرنے کے واقعات عام ہیں۔باپ' بھائی' شوہر اور بیٹوں سمیت دیگر رشتہ داروں کے ہاتھوں عورت پر تشدد' قتل اور اس کا جنسی' معاشرتی' معاشی استحصال معاشرے میں روایت کے

## مبارکبادی

**تحریک منہاج القرآن (انڈیا) کی ہونہار بیٹی محترمہ سیدہ صفیہ طارق نے مقابلہ حسن نعت میں پہلی پوزیشن حاصل کی اور تحریک کے نام کو روشن کیا۔اس موقع پر تحریک منہاج القرآن کے جمیع کارکنان محترمہ سیدہ صفیہ طارق کو مبارکباد پیش کرتے ہیں اور اللہ رب العزت سے دعا گو ہیں کہ اس بیٹی کی صلاحیتوں کو مزید تقویت عطا فرمائے۔ایسی ہزاروں کامیابیاں اس بیٹی کا مقدر بنائے۔آمین**

طور پر موجود ہے جبکہ خاندان کی کفالت کیلئے گھر، دفتر، فیکٹری اور دیگر صنعتی و تجارتی، تعلیمی وطبی اور خدمات کے اداروں میں فرائض انجام دینے والی خواتین مردوں سے کم معاوضہ اور زیادہ محنت کے ذریعے ثابت کیا جارہا ہے کہ عورت کو اس معاشرے میں کیا حیثیت و مقام حاصل ہے اور کس طرح سے اس پر جسمانی و جنسی ہی نہیں بلکہ معاشی و معاشرتی تشدد بھی عام ہے اور اسے روکنے والا کوئی بھی نہیں!

تذلیل نسوانیت کے اس عہد میں حرمت عورت کے تحفظ کی خاطر علم شعور بلند کر کے اک طویل جدوجہد کرنے والی دورِ جدید کی دانا عورت کا کسی بھی طرح استحصال کرنے والے کے خلاف تادیبی کاروائی یقینی ہو چاہے وہ کسی بھی طبقے، کسی بھی سطح یا کسی بھی عہدے و پیشے سے تعلق کیوں نہ رکھتا ہو اور اگر حکومت نے ایسا کردیا تو پھر یہ مساوات کے معاشرے کی جانب پہلا قدم ہوگا اور مساوات کا معاشرہ ہی تمام مسائل کا حل، مصائب سے نجات، عدل او انصاف اور عوام ومملکت کی فلاح کی ضمانت پیش کرتا ہے۔

آج کا ''خواتین کا عالمی دن'' حکومت سے متقاضی ہے کہ مساوات کے معاشرے کے قیام کے لئے عورت کو حفاظت کی ضمانت دینے والے ''حقوق نسواں بل'' پر بلا کسی تخصیص وتفریق فوری عملدرآمد کیا جائے۔

صوفیانہ منہاج

# نوجوان نسل کی اخلاقی تربیت کا

آمنہ افضل

انسان کو اللہ تعالیٰ نے کائنات ارضی پر اپنا نائب بنا کر بھیجا ہے اور اس کے سر پر اشرف المخلوقات کا تاج بھی سجایا ہے۔ انسانی وجود کو دو اجزاء کا مرکب بنایا ہے، جسم اور روح۔ جسم کے ظاہری اوصاف کو رب کائنات نے کمال حسن وخوبی سے نوازا ہے اور ہر شخص کو بہترین صورت میں پیدا فرمایا ہے۔ وجود انسان کے اندر روح کو اپنا امر بنا کر بھیجا ہے اور پھر حضرت انسان کو نیکی، تقویٰ اور بندگی کے ذریعے اس روح کی ترقی اور طہارت کا شعور بھی عطا کیا ہے۔ روح کی اس طہارت کے اوصاف کو باطنی اخلاق بھی کہا جاتا ہے۔ اگر انسان کے اخلاق سنور جائیں تو اس کے ظاہر و باطن کے اعمال بھی مقبول و پسندیدہ ہوتے ہیں اور اگر اخلاق باطنی بگاڑ کا شکار ہوجائیں تو ریاضت و مجاہدہ بھی رائیگاں جاتا ہے۔ قرآن و سنت کی تعلیمات کا ایک اہم پہلو اخلاقی اصلاح ہے۔ بالخصوص صوفیائے کرام کی تعلیمات تو ایک سالک کی اخلاقی رہنمائی سے ہی شروع ہوتی ہیں پھر اعمال شریعت اور اس کے تقاضے زیر بحث آتے ہیں۔ نفس انسان جوانی کے عالم میں انسان کو گمراہی کے لئے اکساتا ہے اور شیطان اور دنیا اس کے معاون ہوتے ہیں۔ تعلیمات صوفیاء میں نفس انسانی بالخصوص نوجوانوں کی تربیت کا واضح لائحہ عمل موجود ہے۔

بدقسمتی سے دور حاضر میں مادیت کی یلغار نے امت مسلمہ بالخصوص نوجوان نسل کو اخلاقی روحانی اور بے راہ روی کا شکار کردیا ہے اور نوجوان طبقہ اصلاح نفس اور تزکیہ باطن کے تصورات سے کلیتًا ناآشنا ہے بلکہ مادی تصورات نے نوجوانوں کو بہت سے اخلاقی و روحانی مسائل سے دوچار کر رکھا ہے۔ جن میں سے چند کی وضاحت درج ذیل ہے:

## ا۔ شکم کی شہوت

نوجوان نسل کا سب سے بڑا مہلک مرض شہوت شکم ہے جس کی وجہ سے حضرت آدم علیہ السلام دارالقرار سے اس ناپائیدار ملک میں آئے کیونکہ انہیں درخت خاص سے منع کیا گیا تھا مگر انہیں شہوت شکم کا غلبہ

ہوا اور اسے کھا بیٹھے جس کی وجہ سے ان پر شرم کی چیزیں کھل گئیں۔ درحقیقت شکم چشمہ شہوات اور معدن آفات ہے۔ چونکہ آفت شکم ایک بری بلا ہے اس لئے ضروری ہے کہ اس کی آفات مہلکات بیان کردی جائیں کہ اس سے لوگ بچ جائیں اور مجاہدہ کا طریقہ اور اس کی فضیلت بھی واضح کردی جائے تا کہ لوگ اس کی طرف رغبت کریں۔ اس سلسلہ میں صوفیاء نوجوانوں کو بھوک اور روزہ کی ہدایت کرتے ہیں:

حضور ﷺ نے فرمایا:

''مرتبہ کے لحاظ سے اللہ کے نزدیک قیامت میں وہ افضل ہے جو دنیا میں زیادہ بھوکا ہے اور اللہ کے بارے میں تفکر کرے اور قیامت میں اللہ کے نزدیک مبغوض ترین انسان وہ ہوگا جو زیادہ زیادہ کھاتا پیتا ہوگا''۔

## اسلاف کے اقوال وافعال

نوجوان نسل کی اخلاقی تربیت میں فاقہ کشی کی اہمیت کا اندازہ صوفیاء کے ان اقوال سے لگایا جاسکتا ہے۔

۱۔ حضرت لقمان فرماتے ہیں:

آپ نے اپنے بیٹے سے فرمایا جب معدہ بھرا ہوتا ہے تو فکر سوجاتا ہے اور اعضاء عبادت سے تھک کر بیٹھے رہتے ہیں اور حکمت بیکار ہوجاتی ہے۔

۲۔ حضرت ابوسلیمان فرماتے ہیں:

رات کے کھانے سے ایک لقمہ کم کھانا مجھے بہ نسبت تمام شب داری کی بیداری سے اچھا معلوم ہوتا ہے۔

۳۔ حضرت سہل تستری فرماتے ہیں:

کسی نے آپ کا حال پوچھا اور غذا کی کیفیت دریافت کی تو بتایا کہ میری غذا سال بھر میں تین درہم ہوتی ہے ایک درہم سے شیر انگور لیتا ہوں۔ دوسرے درہم سے چاول کا آٹا لیتا ہوں اور تیسرے درہم سے گھی ان سب کو ملا کر تین سو ساٹھ گولیاں بنالیتا ہوں پھر ایک گولی سے افطار کرتا ہوں لوگوں نے کہا اب کیا حال ہے؟ انہوں نے فرمایا اب کوئی مقدار اور وقت مقرر نہیں ہے۔

۴۔ اصحاب صفہ کا حال:

ان کی غذا یہ تھی کہ دو آدمیوں کے لئے تین پاؤ خرما ہر روز اور اس میں گٹھلی بھی شامل ہے جس کے نکالنے کے بعد بہت ہی کم مقدار رہ جاتی ہے۔

۵۔ حضرت جعفر بن نصر فرماتے ہیں:

مجھے جنید نے فرمایا کہ انجیر میرے لئے خرید لانا جب میں لے آیا تو افطار کے وقت منہ میں ڈال کر

تھوک دیا اور کہا اٹھا کر لے جائیں۔ میں نے وجہ پوچھی تو بتایا کہ گوش دل میں غیب سے ندا آئی کہ تو نے میری خاطر چھوڑا تھا کیا پھر کھائے گا۔

موجودہ دور میں مرض شہوت، شکم ہے جس کی وجہ سے تمام برائیاں پھیل رہی ہیں۔ اس برائی کی جڑ کو ختم کرنے کے لئے صوفیانہ حل پیش کئے گئے ہیں جن کی بدولت نوجوان نسل اس برائی کی جڑ سے کلیتاً نجات حاصل کرسکتی ہے اور اپنی دنیا و آخرت سنوار سکتی ہے۔

## ۲۔ جھگڑا کرنا

اللہ تعالیٰ کو جھگڑالو اور فتنہ گر انسان ناپسند ہے۔ اس لئے قرآن مجید میں کئی مقامات پر تحمل و برداشت اور صلہ رحمی کا درس ملتا ہے۔ مگر آج بہت سے مسائل کی بنیادی وجہ یہی لڑائی جھگڑے کی روش ہے، بالخصوص آج نوجوان طبقہ اس اخلاق رزیلہ کا شکار ہے۔

حدیث شریف میں بات کاٹنے کو منع فرمایا گیا ہے:

’’اپنے بھائی کی بات نہ کاٹ اور نہ اس سے مذاق کر اور نہ ایسا وعدہ کر جس کی وعدہ خلافی کرے‘‘۔

جس کو صوفیاء نے ایک برائی سمجھا اور اس کے حل کے طریقے بتائے ہیں:

ا۔ حضرت سفیان ثوری فرماتے ہیں:

ذرا سے جھگڑے میں انسان کو ایسا غصہ آسکتا ہے کہ کبھی ایسی مصیبت میں پھنس جاتا ہے جس سے زندگی تلخ ہوجاتی ہے۔

۲۔ حضرت ابوداؤد فرماتے ہیں:

مسلمان نوجوان کو یہی گناہ کافی ہے کہ ہمیشہ بحث کرتا ہے۔

ان اقوال سلف سے یہ پتہ چلتا ہے کہ غصہ پر قابو پاکر آج کی نوجوان نسل میں یہ بیماری آسانی سے ختم کی جاسکتی ہے۔

## ۳۔ فحش گوئی

مثلاً شرم گاہ کا نام لینا وغیرہ جیسا کہ اکثر مسخرے دن رات بکا کرتے ہیں اور نیک بخت لوگ ایسی چیزوں کا نام کنایتاً لینے سے ہی شرماتے ہیں: حضور ﷺ نے فرمایا:

**الجنة حرام علی کل فاحش ان یدخلها.** ہر بیہودہ گو پر جنت میں داخل ہونا حرام ہے۔

(جاری ہے)

# مجددِ عصر اور مجالس العلم

دوسری قسط

مسز فریدہ سجاد

شیخ الاسلام نے باطنی ذرائع کواحادیث مبارکہ سے ثابت کرنے کے لیے ایک طویل حدیث کو اس لیکچر میں بیان کیا۔جس کوحضرت انس ابن مالکؓ روایت کرتے ہیں ۔

ایک مرتبہ بارگاہ رسالت میں ایک شخص اٹھا ۔جس کا نام عبداللہ بن حذافہ تھا۔ اس نے حضور نبی اکرمﷺ سے پوچھا: مَنْ أَبِي يَا رَسُولَ اللهِ ﷺ؟

’’یارسول اللہ ﷺ میرا باپ کون ہے؟‘‘۔

کیونکہ اُس کے بارے میں لوگ باتیں کرتے تھے کہ وہ اپنے باپ کا بیٹا نہیں ہے، اس کا نسب غلط ہے یہ کسی اور کا بیٹا ہے، اُس نے سوچا میں اپنا مسئلہ ہی حل کرا لوں۔ قَالَ: أَبُوکَ حُذَافَةُ. فرمایا: تمہارا اصل صحیح باپ حذافہ ہے۔

اب یہ بھی ایک پردۂ غیب کی بات ہے۔ یعنی وہ معلوم کرنا چاہتا ہے کہ میں حلالی ہوں یا نہیں۔ فرمایا: ہاں تم حلالی ہو، تمہارا باپ حذافہ ہی ہے۔ اب یہ علم نہ قرآنی آیت کے ذریعے آیا ہے، نہ حواس کے ذریعے آیا ہے، نہ عقل نے اس کو ترتیب دیا ہے۔ بلکہ حواس اور عقل کے اور وحی کے درمیان کئی منابع، کئی چشمے اور ہیں اُن میں سے یہ سب سے بڑا (major) چشمہ کشف اور الہام ہے جن کے ذریعے علم آیا ہے۔

حواس خمسہ ظاہری اور عقل کے بعد اور وحی قرآنی سے پہلے اللہ تعالیٰ نے درمیان میں باطنی و روحانی نوعیت اور الہام و کشف کی نوعیت کے ایسے ذرائع ودیعت کیے ہیں جو ہر ایک کی صلاحیت کے مطابق جدا ہیں یہ وہ دائرہ ہے جو ابدال کو بھی حاصل ہے، صالحین اولیاء، نجباء، نقباء، اوتاد، اقطاب اور اغواث کو بھی حاصل ہے۔ پھر یہ متقدمین، تابعین، اتباع التابعین میں بھی تھے، صحابہ کرام میں بھی تھے اور یہ چشمہ انبیاء کو بھی حاصل ہے۔ ہر ایک کو اُس کے رتبے، اُس کی ریاضت، اُس کے مقام و مرتبہ کے مطابق، اُس کے انشراح کے مطابق جتنا کشف ہوا،

جتنے پردے اٹھے اتنی ہی چیز اُس کی آنکھوں کے سامنے آشکار ہوگئی۔ یہ درمیان میں Sourecs ہیں۔قرآن اور حدیث پر ایمان اور اعتقاد رکھنے والا ان کا انکار نہیں کرسکتا۔ اِن کا انکار کرنا احادیثِ صحیحہ کا انکار ہے۔

## حصولِ علم اور قلب

شیخ الاسلام نے اس لیکچر میں بہت خوبصورت انداز میں حصول علم کے باطنی ذرائع میں سے قلب پر گفتگو فرمائی ہے۔

عرف عام میں جب لفظ قلب بولا جاتا ہے توعام استعمال میں قلب یعنی دل سے مراد گوشت کا لوتھڑا ہوتاہے۔ جو دھڑکتا ہے۔ اِس کے نچلے ایک ventricle کی دھڑکن سے ہی نبض کی دھڑکن کا پتہ چلتا ہے لیکن علم کے باب میں جس قلب کی اور جس دل کی بات شیخ الاسلام نے کی وہ دل یہ نہیں ہے۔ وہ قلب القلب ہے۔ وہ قلب ایک روحانی جوہر ہے۔ یہ جو دل ہے یہ صرف اُس کی جگہ ہے۔ اِس لیے اُس قلب کا تعلق علم کے ساتھ ہو جاتاہے۔ اُس قلب کا تعلق انوارِ الٰہیہ کے ساتھ ہو جاتاہے۔ اُس قلب کا تعلق ایمان میں تصدیق کے ساتھ ہو جاتا ہے۔ اُس قلب کا تعلق تکذیب کے ساتھ ہو جاتا ہے۔اگر قلب Involve نہ ہوتا توایمان میں اقرار باللسان وتصدیق بالقلب نہ ہوتی، پھر تصدیق بالعقل ہوتی۔قرآن مجید نے ایمان کے لیے تصدیق ذہنی نہیں مانی بلکہ تصدیق قلبی کہا۔

اقرار باللسان وتصديق بالقلب.

یعنی زبان سے جس ذات پر، جس ہستی پر، صفات پر، عالم آخرت پر اور جو اللہ کے رسول نبی لے کے آئے ہیں، اِس چیز کو مانو۔ تو جس پر آپ ایمان لا رہے ہیں اُس کے لیے فرما دیا کہ زبان سے اقرار کرو اور دل سے تصدیق کرو اور شرط کیا ہے؟

الَّذِينَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ. ''وہ بن دیکھے ایمان لائے ہیں''۔

اب بن دیکھے ایمان لانا یہ چونکہ شرط ہے اور یہ بھی طے ہے کہ اگر دیکھا نہ ہو توعقل اُس کو Receive ہی نہیں کرسکتی، عقل کا سارا انحصار دیکھنے، سننے، چکھنے، سونگھنے اور چھونے پر ہے۔حواس نے جو کچھ فراہم کیا تو عقل نے اُس کو مانا اور تصدیق تک پہنچایا اور یہاں جو ایمان لانے کی بات ہو رہی ہے وہ تو حواس خمسہ کے دائرے میں ہی نہیں آتا اور جب حواس کے دائرے میں نہیں آتا تو اِس کا مطلب ہے وہ عقل کے دائرے میں بھی نہیں آئے گا۔عقل کے دائرے میں صرف وہی کچھ آئے گا جو حواس نے اسے convey کیا تھا اور عقل نے اُنھیں مرتب کر کے علم بنا دیا تھا۔عقل تو بن دیکھے جانتی ہی نہیں ہے وہ کسی چیز کی تصدیق کہاں سے کرے؟ یہاں شیخ الاسلام نے مدلل انداز میں اس حقیقت کی وضاحت کی کہ عقل کے حواس خمسہ کے علاوہ کوئی

باطنی ذریعہ علم بھی ہے جو تصدیق کرتا ہے یا تکذیب کرتا ہے۔ تصدیق کر دے تو مومن ہو جاتا ہے اور تکذیب کر دے تو کافر ہو جاتا ہے۔ اب یہ تصدیق و تکذیب کرنے والا دل وہ نہیں ہے جو گوشت کا لوتھڑا ہے۔ جس کو medical point of view سے heart کہتے ہیں، اُس کا تو کام تصدیق کرنا اور تکذیب کرنا نہیں ہے۔ اِس کا مطلب یہ ہوا کہ قلب کے اندر کوئی اور قلب ہے۔ جس کا معنیٰ ہے ہر وقت تبدیل ہونے والا۔ قلب کا Process ہے تقلیب۔ اِس کا معنیٰ ہی تبدیلی ہے۔ جو ایک حال میں رہے وہ قلب نہیں ہے وہ تو پتھر ہے۔ قلب اِس کو کہتے ہیں جس کا حال ہر وقت بدلتا رہتا ہے۔ جس کی کیفیات بدلتی رہتی ہیں، اِس کے ہر وقت بدلتے رہنے کی وجہ سے اس کا عربی میں نام قلب رکھا گیا ہے کہ یہ ایک حالت پہ نہیں رہتا۔

اب وہ چیزیں جن کو قرآن، وحی اور ایمان Address کر رہا ہے یہ وہ حقائق ہیں جو حواس اور عقل کے دائرے میں نہیں آتے، اس کے بعد کی جس چیز کو Address کیا جا رہا ہے اور وہ Address اِس گوشت والے عضو heart کو تو نہیں کیا کیونکہ اِس کا تو یہ function نہیں ہے۔ بلکہ وہ قلب ہے جس کو قلب القلب کہتے ہیں۔ اِس لیے قرآن مجید نے فرمایا: اِس نصیحت کا فائدہ اُسی کو پہنچے گا جس کے پاس قلب ہے اور یہ دل تو ہر ایک کے پاس ہے۔ اِس میں تو امتیاز ہی نہیں۔ عقل بھی ہر ایک کے پاس ہے اور یہ گوشت والا جو عضو ہے یہ دل بھی ہر ایک کے پاس ہے تو کیا ضرورت تھی قرآن میں رب العزت کے اس فرمان کی:

لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ. (ق، ۵۰: ۳۷) ’’اس شخص کے لیے جو صاحبِ دل ہے‘‘۔

یعنی اُسی کو نصیحت کام دے گی۔ تو اس سے پتہ چلا کہ یہ کوئی اور چیز ہے اور یہ جو قوت ہے دراصل یہ وہ ہے جہاں عقل جواب دے جاتی ہے۔ عقل کا دائرہ جہاں ختم ہو جاتا ہے تو اس سے آگے قلب شروع ہوتا ہے۔ شیخ الاسلام نے فرمایا کہ قلب ایک ایسا جوہر ہے جس کی حالت ہر وقت متغیر رہتی ہے۔ کبھی حضرتِ الٰہیہ کے قریب جاتا ہے کبھی اس سے بعید جاتا ہے، کبھی اس میں روشنی آتی ہے، کبھی اس میں اندھیرا آتا ہے۔ کبھی اس میں قبض آتی ہے یعنی بند ہوتا ہے، کبھی بسط آتی ہے یعنی کھلتا ہے۔ کبھی انشراح آتا ہے، کبھی اس میں انبساط آتا ہے۔ کبھی انقباض آتا ہے۔ کبھی مختلف خواطر اور حوادث اس کے اوپر آتے ہیں، کبھی تجلیاتِ ربّانی آتی ہیں۔

جس طرح عقل حواس سے معلومات لے کر علم کو ترتیب دیتی تھی اسی طرح قلب بھی بعض ذرائع سے معلومات لیتا ہے اور اس کو ترتیب دیتا ہے اور اس کو علم و فہم میں بدلتا ہے۔ جیسے عقل فکر سے لیتی ہے، فکر حواس کے ادراک سے تشکیل پاتا ہے۔ اس طرح قلب کی بھی کچھ جگہیں ہیں، کچھ محلات ہیں، کچھ عالم ہیں، کچھ مقامات ہیں، کچھ منابع (چشمے) ہیں جہاں سے قلب بھی لیتا ہے۔ اور قلب لینے کے بعد اس درجے پر پہنچتا ہے

وہ چیز بنتا ہے جس کو قرآن نے کہا کہ اس (قرآن) کی نصیحت اسی کو فائدہ دے گی جس کے پاس دل ہو گا۔

## حصولِ علم اور صدق وتقویٰ

سلسلہ مجالس العلم کی یہ نشست حصول علم کی فضیلت میں صدق و اخلاص اور تقویٰ کی تفصیلی گفتگو پر مشتمل ہے۔ شیخ الاسلام نے مجلس ختم الصلوۃ علی النبی ﷺ کے موقع پر اس موضوع پر گفتگو فرمائی کہ اگر ایک ہی عمل کے اندر کئی نیتیں جمع کر لی جائیں تو اللہ تعالیٰ اس عمل کے ذریعے ساری کی ہوئی نیتوں کا اجر وثواب اور برکت وفیض جمع فرما دیتا ہے۔ آپ نے اس کی خوبصورت مثال مجلس ختم الصلوۃ علی النبی ﷺ سے دی کہ یہ درود و سلام کی مجلس ہے اور درود وسلام کی مجلس میں شامل ہونے کے لئے شیخ الاسلام نے فرمایا کہ تین نیتیں کر لیں:

۱۔ درود وسلام کی مجلس میں حاضری کی نیت۔

۲۔ مجلس علم میں علم حاصل کرنے اور تربیت کے حصول کی نیت۔

۳۔ ذکرالٰہی میں رات کی چند ساعتیں بسر کرنے کی نیت۔

پھر آپ نے احادیث مبارکہ کی روشنی میں اس نکتہ کو establish کیا کہ نیت ہر نیکی کے عمل کے درجات کو بلند کرتی چلی جاتی ہے۔ جیسا کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

نیت المومن خیر من عمله. ''مومن کی نیت اُس کے عمل سے بہت زیادہ بہتر ہوتی ہے''۔

لہٰذا نیت عمل کو آسمان پر بھی پہنچا دیتی ہے، نیت عمل کو عرش اور ورائے عرش بھی پہنچا دیتی ہے اور نیت اُسی عمل کو اللہ کی بارگاہ میں بھی پہنچا دیتی ہے۔ کسی کی نیت اُس کے عمل کو چودھویں رات کی طرح روشن کر دیتی ہے، کسی کی نیکی کی نیت اُس کو سورج کی طرح کر دیتی ہے، کسی کی نیکی عرش کے ساتھ ملا دیتی ہے یعنی نیت کا خالص ہونا اس کے ثواب کو کئی گنا بڑھا دیتا ہے۔

شیخ الاسلام نے تین نیتوں کے بیان کے ساتھ ساتھ حصول علم کی فضیلت و اہمیت پر احادیث مبارکہ کی روشنی میں مدلل گفتگو فرمائی کہ اگر کوئی شخص حصول علم اور دین کا فہم حاصل کرنے کی نیت سے اور فہم دین کو اخذ کرنے کے لیے نکل پڑتا ہے۔ خواہ کوئی ایک رات بیٹھے، خواہ چند لمحے، ایک ساعت بیٹھے، ایک گھنٹہ بیٹھے کہ دین کی سمجھ میں اضافہ ہو اور اُس سے اللہ کا خوف اور خشیت پیدا ہو، اللہ کی قربت نصیب ہو، اس پر عمل کرے تاکہ تقویٰ بڑھ سکے وغیرہ الغرض نیتوں کا ایک سلسلہ ہے اگر اِس نیت سے کوئی شخص نکل پڑا اور اِسی حصول علم کی نیت کے سفر میں اُس کو موت آ جائے تو حدیث مبارکہ میں آتا ہے حضرت عبداللہ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔

مَنْ جَاءَهُ أَجَلُهُ وَهُوَ يَطْلُبُ الْعِلْمَ لَقِيَ اللهَ وَلَمْ يَكُنْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّبِيِّيْنَ إِلَّا دَرَجَةُ النُّبُوَّةِ.

(طبرانی، المعجم الاوسط، ۹: ۱۷۴، رقم: ۹۴۵۴)

''اگر کوئی شخص اِس نیت سے نکل پڑا کہ اُس کو موت آ جائے (اِسی حصول علم کی نیت کے سفر میں) تو اللہ تعالیٰ اُس کو قیامت کے دن جنت میں انبیاء کی منزلوں کے سائے میں جگہ عطا فرمائے گا''۔

آپ نے مزید احادیث سے استدلال کرتے ہوئے اس بات پر بھی روشنی ڈالی کہ نیک نیّات کے صلے میں اس بندے کے اور انبیاء کے درمیان جنت میں صرف ایک منزل کا فرق رہ جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اُسے جنت کی اُن منزلوں میں ٹھہرائے گا جن کے اوپر سے اوپر کی منزل پر انبیاء رہ رہے ہوں گے۔

گفتگو کو اختتام کی طرف لاتے ہوئے آپ نے حضور نبی اکرم ﷺ پر اللہ تعالیٰ کی بے شمار نعمتوں کا ذکر کیا اور فرمایا کہ کسی ایک نعمت کا نام لے کر اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ مجھ سے اِس میں اور اضافہ طلب کیجئے صرف علم کے لیے فرمایا:

وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِي عِلْمًاo (طه، ۲۰: ۱۱۴)

''اور آپ (رب کے حضور یہ) عرض کیا کریں کہ اے میرے رب! مجھے علم میں اور بڑھا دے''۔

اس آیت مبارکہ کی روشنی میں شیخ الاسلام نے اس نکتہ کی وضاحت فرمائی کہ جب اللہ تعالیٰ نے خود حضور نبی اکرم ﷺ کو یہ دعا سکھائی کہ آپ مجھ سے اپنی شان، مرتبہ اور عظمت کے مطابق علم میں ہمہ وقت اضافہ طلب کرتے رہیے تو پھر امت کا حال کیا ہوگا۔

## حصول علم اور مراتب نفس

مجالس العلم کی گیارھویں نشست حصول علم اور مراتب نفس کے موضوع پر قائم ہے۔جس میں شیخ الاسلام نے الہام کا ذکر فرمایا کہ الہام کا مورد نفس ہے۔جب کہ مختلف ائمہ کے نزدیک الہام کا مورد قلب کو کہا گیا ہے۔ امام الشریف الجرجانی کے مطابق:

**الإلهام ما وقع فی القلب.** ''الہام وہ ہے جو دل میں واقع ہوتا ہے''۔

اس طرح اور بھی کئی علماء اور محققین لکھتے ہیں۔ ایسا لکھنا غلط نہیں ہے۔ جبکہ الہام قرآن مجید کی نص سورہ الشّمس کی آیت کریمہ ۷۔۸ سے ثابت ہے کہ الہام تو اصلاً نفس میں ہی ہوتا ہے۔ پھر سوال پیدا ہوا کہ قلب میں کیوں لکھا گیا ہے کہ الہام وہ ہے جو قلب میں واقع ہو۔ یہ ایک بڑی لطیف بات ہے۔ اس کو شیخ الاسلام نے تفصیلاً بیان فرمایا کہ نفس تزکیہ کے مرحلے طے کرتا کرتا ترقی کر کے قلب کی جگہ لے لیتا ہے۔قلب کی مانند ہو جاتا ہے ۔نفس ایک جوہر ہے۔ہے وہ نفس ہی۔لیکن تزکیہ کے ساتھ ساتھ اُس کے خصائل بدلتے جاتے ہیں۔اس طرح نفس ترقی کرتے کرتے جب نفس امّارہ سے نکل کر لوّامہ، لوّامہ سے نکل کر ملہمہ، ملہمہ سے نکل

کر مطمئنہ جب چوتھے درجے مطمئنہ کے مقام پہ پہنچتا ہے تو وہ قلب کی جگہ لے لیتا ہے۔

شیخ الاسلام نے اپنی ایک کتاب 'سلوک وتصوف کا عملی دستور' کا حوالہ دیا۔ جو نفس کی اقسام پر بحث کرتی ہے۔ آپ نے بطورِ خاص سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ اور شیخ اکبر کی کتب اور دیگر ائمہ و اولیاء سے نفوس کی بحث کو بیان کیا۔ شیخ الاسلام نے اس مجلس علم میں نفس امارہ، نفس لوامہ، نفس ملہمہ اور نفس مطمئنہ کی علامات اور انسانی طبیعت پر ان کے روحانی اثرات کو شرح و بسط کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔ اور موسم کی خوبصورت تمثیل بیان کرتے ہوئے چاروں نفوس کی تاثیرات کو بیان کیا۔ آپ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے جس طرح چار موسم بنائے ہیں اور ہر موسم کی اپنی تاثیر ہے۔ اسی طرح ہر نفس کی اپنی تاثیر ہے۔ ہر نفس کا ایک موسم ہے۔ ان کی اپنی اپنی تاثیرات، کیفیات اور احوال ہیں۔ نفسِ امّارہ انسان کے من میں گرمیوں کا موسم ہے۔ نفسِ لوّامہ انسان کے من میں خزاں کا موسم۔ نفسِ ملہمہ انسان کے من کی زندگی میں سردیوں کا موسم اور نفسِ مطمئنہ انسان کے من کی زندگی میں بہار کا موسم ہے۔ جب نفس مطمئنہ قلب کا مقام سنبھالتا ہے۔ اس حالت میں انسان کے باطن کو روشنی نصیب ہوتی ہے۔ اس پر اسرار و معارف کے دروازے کھلتے ہیں۔ پھر اسے علم کے باطنی ذرائع نصیب ہوتے ہیں۔ جنہیں لطائف باطنیہ کا نام دیا جاتا ہے۔ ان لطائف کے نام درج ذیل ہیں:

۱۔ لطیفہ نفسیّہ (لطیفہء نفس)　　۲۔ لطیفہ قلبیّہ (لطیفہء قلب)

۳۔ لطیفہ روحیّہ (لطیفہء روح)　　۴۔ لطیفہ سرّیّہ (لطیفہء سِر)

۵۔ لطیفہ خفیّہ (لطیفہء خفی)　　۶۔ لطیفہ حقیّہ (لطیفہ اخفا)　　۷۔ لطیفہ عقلیّہ (لطیفہء عقلی)

## الہام اور اس کے مقامات

نفس ایک ایسا محل ہے، جہاں الہام اترتا ہے، نیک الہام بھی ہوتا ہے اور برا الہام بھی ہوتا ہے۔۔ نیک الہامات ملائکہ کی طرف سے ہوتے ہیں۔ اللہ رب العزت نے ملائکہ کو اچھے، نیک الہامات کے لیے مقرر کیا۔ اور برے الہامات، برے خیالات کا القاء، گمراہی کی چیزوں کا القا، یہ شیاطین کرتے ہیں۔ یہ دو قوتیں ہیں جو غیر مرئی ہیں۔ آنکھوں سے دکھائی نہیں دیتیں۔ مگر یہ exist کرتی ہیں۔ سورۃ حم السجدہ کی آیت نمبر ۳۰ اور ۳۱ کے مطابق ایمان اور استقامت کے نتیجے میں صاحبانِ استقامت مومنین پر فرشتے اترتے ہیں۔

اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ. (حم السجدہ، ۴۱: ۳۰)

''بے شک جن لوگوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے، پھر وہ (اس پر مضبوطی سے) قائم ہوگئے، تو اُن پر

فرشتے اترتے ہیں‘‘۔

اس سے آپ نے یہ بات بیان کی کہ فرشتے صرف نبی پر نہیں اترتے غیرِ نبی پر بھی اترتے ہیں۔بعض لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ ملائکہ صرف نبی پر اترتے ہیں۔ یہ کم علمی ہے، جہالت ہے کہ لوگ اپنے ذہن کے خیال کو علم تصور کر لیتے ہیں۔ لیلۃ القدر میں بھی عام مومن کے لیے کہا گیا ہے۔یہ حضور ﷺ کی امت کے لیے ہے کہ ملائکہ اترتے ہیں۔سورۃ الزخرف کی آیت نمبر ۳۶ میں شیاطین کا ذکر کیا جو دلوں میں القا کرتے ہیں۔

وہ غلط تصورات، خیالات، عقائد، اور افکار القاء کرتے ہیں۔ پھر شیاطین بندے کو جب غلط علم،فکر اور غلط تصور دیتے ہیں تو بندہ سمجھتا ہے کہ وہ ہدایت یافتہ ہے۔ یہ بھی شیطان کا حیلہ اور اس کی کاریگری ہے کہ جس کو گمراہ کیا اگر اسے یہ معلوم ہو جائے کہ میں گمراہ ہوں تو وہ فوری اپنی اصلاح کر لے گا۔ وہ گمراہی سے تائب ہو جائے گا یہی تو اس کی مہارت ہے کہ وہ گمراہ کرتا ہے اور گمراہ شخص سمجھتا ہے کہ میں ہدایت پر ہوں، میں سیدھی راہ پر ہوں مراد یہ کہ اس طرح یہ لوگ شیطان سے گمراہ ہوتے ہیں۔پھر قرآن مجید کی سورۃ الشعراء، آیت نمبر ۲۲۱ اور ۲۲۲ پھر آگے ۲۲۷ میں مزید یہ مضمون بیان کیا ہے کہ کیا میں تمہیں بتاؤں کہ شیاطین کس پر اترتے ہیں؟۔وہ ہر جھوٹے (بہتان طراز) گناہگار پر اترا کرتے ہیں۔

قرآن مجید کی نص نے establish کر دیا کہ شیطان ہر جھوٹے، بہتان طراز ہر گنہگار اور نافرمان پر اترتے ہیں

شیخ الاسلام ابو اسماعیل عبداللہ الانصاری تصوف کے بہت بڑے امام ہیں۔ انہوں نے اپنی کتاب منازل السائرین میں علم کی دو اقسام بیان کی ہیں:

۱۔ علمِ جلی جو حواس خمسہ، عقل اور معائنہ کے ذریعے حاصل ہوتا ہے۔ یہ حواس اور عقل کے ذریعے بھی gether ہوتا ہے۔اور استفادہ صیحہ کے ذریعے بھی gether ہوتا ہے۔

۲۔ علم خفی دوسرا ذریعہ علم ہے۔علم باطن، یہ آقا علیہ السلام نے بھی فرمایا حدیث پاک میں آتا ہے۔ یہ اسناد صحیح کے ساتھ بھی اور اسناد حسن کے ساتھ بھی ہے مقبول ہے حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

**العلم علمان. فعلم ثابت فی القلب. فذالک العلم النافع.**

’’علم کی دو قسمیں ہیں۔ ایک علم وہ ہے جو دل کی زمین سے اگتا ہے۔یہی علم اصل میں انسان کو نفع دیتا ہے‘‘۔

یعنی یہ دل کی زمین سے جنم لیتا ہے حواس اور عقل سے جنم نہیں لیتا اور اس کا محل قلب ہے۔ اسے علم باطن بھی کہتے ہیں، علم بالقلب بھی کہتے ہیں۔ اور دوسرا فرمایا:

**وعلم فی اللسان. فذاک حجة الله علی عباده علی ابن آدم.**

دوسرا زبان سے جنم لیتا ہے۔مگر یہ علم جو زبان سے بیان ہوتا ہے یہ بنی آدم (انسان) پر حجت ہے۔

جس کا چشمہ دل سے پھوٹتا ہے نہ کتاب سے، نہ قلم سے نہ زبان سے۔ فرمایا: حقیقت میں وہ علم نافع ہے جس کا چشمہ دل سے پھوٹتا ہے۔انسان کو ہدایت تب ہی ملتی ہے جب علم قلب اور علم لسان دونوں جمع ہوجائیں۔علمِ خفی کے دو مراتب ہیں مرتبہ تنزل اور مرتبہ عالیہ۔ مرتبہ تنزل میں حواس خمسہ اور عقل کو اتنی روحانی برکت مل جاتی ہے اور انسان کے فہم کو اللہ تعالیٰ اتنی صلاحیت دے دیتا ہے کہ عام عقل و دماغ میں جو چیز نہیں آتی وہ صاحب قلب سلیم کو نصیب ہو جاتی ہے۔یہ مرتبہ الہام کی ایک شکل ہے۔ یہ مرتبہ تنزل (نچلا مرتبہ) ہے۔ جب کہ مرتبہ عالیہ میں قلب پر نورانی تجلیات کا ورود ہوتا ہے۔

شیخ الاسلام نے الہام کے راستے میں آنے والے حجابات کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا اگر یہ حجابات پڑے رہیں تو انسان روحانی سفر نہیں طے کرپاتا۔ الہام کے راستے میں یہ حجابات اگر gradually اٹھتے چلے جائیں تو اس سے علم خفی کا درجہ بلند ہوتا ہے اور کشف بہتر سے بہتر ہوتا ہے۔ اس طرح بندہ اس مقام پہ پہنچتا ہے کہ اس کا قلب سننے لگتا ہے۔

مزید آپ نے علوم باطنیہ کے مختلف مراتب مثلاً مرتبہ افہام، مرتبہ بیان، مرتبہ تحدیث کو دلائل کے ساتھ بیان فرمایا کہ بندہ جب رفع حجابات کے ذریعے مختلف مراتب طے کرتے ہوئے مرتبہ تحدیث پر پہنچتا ہے تو پھر فرشتے اس سے ہم کلام ہوتے ہیں اور بندے کی زبان سے فرشتے بولتے ہیں۔

## کشف اور علم لدنی

قرآن حکیم [العنکبوت، ۲۹:۶۹] کے مطابق ریاضات ومجاہدات کے ذریعے رفعِ حُجب ہوتا ہے اور تمام حجابات اٹھ جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ انہیں اپنی (طرف سَیر اور وصول کی) راہیں دکھا دیتے ہیں۔

جب پردے اٹھتے ہیں تو تب ہی راستے کھلتے ہیں۔ یہ کشف ہے، مکاشفہ ہے۔ شیخ الاسلام نے اِس کو قرآن مجید کی سورۃ ق کی آیت نمبر 22 سے اخذ کیا جس میں کشف اور غفلت کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔

لَقَدْ كُنْتَ فِيْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا. فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَآءَ كَ. فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌo (ق: ۲۲)

’’حقیقت میں تُو اِس (دن) سے غفلت میں پڑا رہا سو ہم نے تیرا پردۂ (غفلت) ہٹا دیا پس آج تیری نگاہ تیز ہے‘‘۔

غفلت دراصل پردے ڈالتی ہے اور کشف اُس پردے کو اٹھا دیتا ہے۔ دونوں چیزوں کا ورود اِس آیت کریمہ میں ہوا ہے۔تعریفات کی کتاب میں الجرجانی نے کشف کی جو تعریف کی ہے وہ رفع الحجاب ہے۔ وہ فرماتے ہیں:

’’کشف نام ہی ہے پردے کے اٹھ جانے کا ہے‘‘۔ (جرجانی، التعریفات، ۱: ۲۳۷)

کشف کیسے ہوتا ہے؟ جب پردے اٹھتے ہیں، دل کو صفا نصیب ہوتی ہے تو شرح صدر ہوتا ہے اور اُس سے اللہ کا نور نصیب ہوتا ہے۔ اللہ کے نور سے ہر شے روشن ہو جاتی ہے۔

☆ یا کشف اکثر و بیشتر عالمِ مثال کے انداز میں ہوتا ہے۔ خواب میں جو کچھ ہم دیکھتے ہیں وہ عالم مثال ہوتا ہے۔ وہ تمام حقائق کی مثالی صورت ہوتی ہے۔ اِس لیے خواب میں جو چیز دیکھی اور سنی جاتی ہے اُس سے مراد من وعن وہ شے نہیں ہوتی اُس کی تعبیر ہوتی ہے۔ خواب قلب و روح کا کشف ہے مگر وہ مثالی کشف ہے۔ یعنی عالم مثال کا کشف ہے۔

☆ اس کے بعد پھر اگلا درجہ ہے مشاہدہ اس میں حجابات اٹھتے ہیں۔ مشاہدہ تعبیر طلب نہیں رہتا۔ روحانی مقام اتنا بلند ہوتا چلا جاتا ہے کہ اس میں مغالطہ کا امکان نہیں رہتا۔ اصحابِ مشاہدہ بغیر خطا کے چیز کو دیکھتے ہیں۔

☆ مشاہدہ کے بعد اگلا درجہ معائنہ کا ہے اس میں کوئی مغالطہ نہیں رہتا۔ یہ بالکل حق الیقین کی طرح ہو جاتا ہے، مشاہدہ عین الیقین کی طرح ہو جاتا ہے اور مکاشفہ علم الیقین کی طرح کا فائدہ دیتا ہے۔

مندرجہ بالا ان تینوں نکات کو آپ نے قرآن مجید سے استدلال کرتے ہوئے فرمایا کہ کس طرح کشف ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں کشف کے بے شمار مظاہر کو شیخ الاسلام نے احادیث مبارکہ کے ذریعے حضور نبی اکرم ﷺ کی حیات طیبہ سے ثابت کیا مزید اسی مجلس علم میں آپ نے بڑے خوبصورت مدلل انداز میں کشف اور معجزہ کے فرق کو بھی بیان کیا تا کہ اس مجلس علم سے مستفید ہونے والے کے ذہن میں کوئی ابہام نہ رہے۔

☆ قارئین کی سہولت کے پیش نظر مجالس العلم کے موضوعات اور ان کے CD's نمبر درج ذیل ہیں:

2251 مجالس علم کی فضیلت و اہمیت (پہلی مجلس)

2252 فضیلت و اہمیت علم (دوسری مجلس)

2253 علم، حصول ہدایت اور بلندی درجات کا ذریعہ ہے (تیسری مجلس)

2254 علم نافع ایمان کو ترقی دیتا ہے (چوتھی مجلس)

2255 حصول علم کے ذرائع (پانچویں مجلس)

2256 جہاں تک حواس کی رسائی ہے، بس وہاں تک عقل کی شناسائی ہے (چھٹی مجلس)

2257 حصول علم کے باطنی ذرائع (ساتویں مجلس)

2258 حصول علم اور قلب (آٹھویں مجلس)

2259 حصول علم اور الہام (نویں مجلس)

2260 حصول علم اور صدق و تقوی (دسویں مجلس)

# دعوت و تنظیم کا بنیادی منصوبہ

تنویر احمد خان

کسی بھی جماعت یا ادارے کے تمام وابستگان اپنی صلاحیت کے مطابق متحرک اور مفید کردار ادا نہ کریں تو اس جماعت کا اپنے مقاصد اور اہداف کے حصول میں کامیاب ہونا معجزہ ہی ہوسکتا ہے۔تحریک میں یوں تو مختلف سطحوں پر بہت سی دعوتی سرگرمیاں جاری رہتی ہے مگر حقیقی دعوت تب ہی موثر ہوسکتی ہے جب اس کے تمام رفقاء براہ راست دعوتی عمل میں شریک ہوں۔ اس مقصد کے حصول کے لئے ایک سادہ اور موثر دعوتی اور تنظیمی منصوبہ تشکیل دیا گیا۔

تنظیمی نظام کار عمومی طور پر تین سطحوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ مرکزی، وسطی اور بنیادی۔ مرکزی تنظیم مقاصد کی روشنی میں اہداف کی تشکیل اور منصوبہ سازی کا کام کرتی ہے۔ مرکز کے بعد سے یونٹ سے پہلے تک وسطی (ذیلی) تنظیمات درج ذیل امور سرانجام دیتی ہیں۔

مرکزی منصوبہ سازی اور دیئے گئے اہداف کی روشنی میں ذیلی منصوبہ سازی اور اہداف کی تقسیم۔

☆ بالائی سطح سے ہدایات کی ذیلی اور بنیادی سطح تک ترسیل۔

☆ بنیادی اور ذیلی سطح سے معلومات کی بالائی سطح تک مربوط رسائی۔

☆ ذیلی سطح کی سرگرمیوں کے نفاذ کی نگرانی اور اہداف کے حصول کی ذمہ داری۔

☆ وسطی تنظیمات بنیادی طور پر Follow up کا کام سرانجام دیتی ہیں۔

یونٹ تنظیم کی وہ بنیادی سطح ہے جہاں تمام وابستگان کو منظّم کیا جاتا ہے۔کسی بھی جماعت یا تحریک کے استحکام اور تحریک کا انحصار بنیادی یونٹ کے مستحکم اور متحرک ہونے پر ہوتا ہے۔ اگر یونٹ کی بنیادی سطح پر بہتر منصوبہ بندی کے ساتھ مربوط و منظّم کام کیا جائے تو دعوتی تربیتی اور تنظیمی میدانوں میں ناقابل یقین اہداف حاصل کئے جاسکتے ہیں۔ یونٹ وہ بنیادی سطح ہے جہاں وابستگان کا غیر وابستگان سے براہ راست اور مسلسل رابطہ

ممکن ہوتا ہے۔ ایک نظریاتی تحریک کے طور پر اس بنیادی ترین سطح پر اپنی دعوت کو منظّم کئے بغیر عظیم مقاصد کا حصول امر محال رہے گا۔ اگر ہم اپنے تمام وابستگان کو دعوتی عمل میں شریک و متحرک کرلیں تو ہماری دعوت غیر معمولی طور پر تیزی سے فروغ پاسکتی ہے۔ دعوت و تنظیم کا بنیادی منصوبہ دراصل یونٹ اور اس کے تحت ہونے والے کام سے متعلق ہے۔

ابتداً یہ منصوبہ منہاج القرآن یوتھ لیگ، منہاج القرآن ویمن لیگ اور مصطفوی سٹوڈنٹس موومنٹ میں مکمل طور پر نافذ کیا جارہا ہے۔ تمام فورمز کی تمام تنظیمات اس امر کو یقینی بنائیں گی کہ ہمارے وابستگان اس تنظیمی و دعوتی نظم کا لازمی طور پر حصہ ہوں۔

## معاون حلقہ

کوئی مخصوص علاقہ، کالونی یا ادارہ جس کی واضح پہچان اور متعین حد بندی ہو یونٹ قرار پاتا ہے۔ ایک یونٹ کے تمام رفقاء کو یونٹ تنظیم پانچ پانچ رفقاء پر مشتمل گروپس میں تقسیم کرے گی۔ ہر پانچ رفقاء پر ایک نگران متعین کیا جائے گا جسے معاون کہا جائے گا۔ یہ رفقاء اور معاون مجموعی طور پر معاون حلقہ کہلائیں گے۔ رفقاء اور معاون کی دعوتی کاوشوں کے سبب جو نئے رفقاء بنیں گے اسی معاون حلقے کا حصہ بنتے چلے جائیں گے۔ جب رفقاء کی مجموعی تعداد 10 سے تجاوز کرے گی یہ ایک معاون حلقہ دو حصوں میں تقسیم ہوکر ایک نئے حلقے کو تشکیل دے گا۔ یوں ایک سے دو ہونے والے والے دونوں معاون حلقوں میں 5,5 رفقاء اسی دعوتی اور تنظیمی عمل کو جاری رکھیں گے۔ ایک معاون اپنے حلقے کے تمام رفقاء سے رابطہ رکھنے اور ان کی دعوتی اور تنظیمی سرگرمیوں کی نگرانی کرنے، ان کی حوصلہ افزائی اور تربیت کے ساتھ ساتھ اپنے متعلقہ رفقاء کی جملہ فکری، نظریاتی، دعوتی اور تنظیمی ضروریات میں معاونت کا ذمہ دار ہوگا۔

## رفیق بطور داعی

رفیق صرف ماہانہ زرتعاون دینے کی بجائے داعی کے طور پر کام کرے گا۔ معاون اپنے رفیق سے اس کے سماجی روابط کی فہرست تیار کروائے گا۔ اس فہرست میں رفیق کے دوست، رشتہ دار، ہمسائے، کاروباری، دفتری، ادارہ جاتی افراد وغیرہ شامل ہوں گے۔ اس طویل فہرست میں سے رفیق ایسے صرف دو افراد کا انتخاب کرے گا جو دعوت کے آسان ترین اہداف ہوں۔ یہ دو افراد رفیق کا دعوتی ہدف ہوں گے، بنیادی طور پر رفیق فقط ان دو افراد کو خطاب سنوائے گا، قائد تحریک کی کتب مطالعہ کے لئے دے گا، دعوتی سرگرمیوں میں اپنے زیر

ہدف ان دو افراد کی شرکت کو ممکن بنائے گا اور ہر وہ طریقہ اختیار کرے گا جس کے ذریعے مذکورہ زیر دعوت افراد تحریک سے فکری طور پر ہم آہنگ ہوتے ہوئے باقاعدہ شمولیت اختیار کر لیں۔ اس سارے عمل میں معاون ہر ممکن طور پر اپنے زیر نگرانی رفقاء کو معاونت فراہم کرے گا۔ معاون کو اگر کسی رہنمائی کی ضرورت ہوگی تو وہ اپنی بالائی تنظیم سے رابطہ قائم کرے گا۔ رفیق اپنی دعوتی کاوشوں سے جب کسی بھی فرد کو رفیق بنانے میں کامیاب ہو جائے گا تو وہ نیا رفیق اسی معاون حلقے میں شریک ہو کر معاون کی رہنمائی میں ایک نئے دعوتی سفر کا آغاز کر دے گا جبکہ پہلا رفیق اپنی ابتدائی فہرست سے ایک مزید فرد کو دعوتی ہدف میں شامل کر کے اپنے زیر دعوت افراد کی تعداد 2 کو برقرار رکھے گا۔

## رفاقت ایک اعزاز

احیائے اسلام کی اس عظیم اور عالمگیر تحریک اور اجتماعیت کا حصہ بننا بڑے اعزاز کی بات ہے۔ جب بھی کوئی شخص نیا رفیق بنے گا ہمارا طرز عمل اسے یہ احساس دلائے گا کہ وہ ایک عظیم اخوت کا حصہ بن گیا ہے۔ متعلقہ معاون حلقے یا یونٹ کے تمام افراد نئے رفیق کے اعزاز میں مبارکباد کی تقریب کا انعقاد کریں گے۔ یہ سادہ مگر اہم تقریب کسی بھی رفیق کے گھر یا مناسب جگہ پر رکھی جائے گی۔ یہ قطعاً ضروری نہیں کہ متعلقہ تقریب میں کسی قسم کے اخراجات ضرور کئے جائیں۔ سادہ چائے کے اہتمام کے ساتھ بھی اس تقریب کا انعقاد کیا جاسکتا ہے۔ اس تقریب میں نئے رفیق کو اس طرح خوش آمدید کہا جائے گا کہ وہ فکری، تنظیمی اور روحانی طور پر تقویت اور سماجی اعتبار سے اپنے آپ کو پہلے سے بہت بلند محسوس کرے۔ بعد ازاں متعلقہ معاون حلقہ یا یونٹ کے رفقاء جن کے لئے ممکن ہو اپنے نئے بھائی کے لئے اس کے گھر جا کر یا اپنے گھر بلا کر انفرادی سطح پر بھی مبارکباد دیں اور اپنی طرف سے کوئی نہ کوئی تحفہ خواہ قائد تحریک کی چھوٹی سی کتاب ہی کیوں نہ ہو ضرور پیش کریں۔ ہمارے اندر مواخات کا رچاؤ جتنا زیادہ ہوگا ہماری جدوجہد اتنی خالص، موثر اور نتیجہ خیز بنتی چلی جائے گی۔

### مبارکبادی

محترمہ کلثوم ہدایت رسول کو ڈسٹرکٹ فیصل آباد کی صدر بننے پر اور محترم زریں اختر قادری کو ڈسٹرکٹ اوکاڑہ کی صدر بننے پر مبارکباد پیش کرتی ہیں۔ (منجانب: محترمہ انیلہ الیاس ناظمہ زونل سنٹرل پنجاب)

# ضربِ امن ۔۔۔ فکری، دعوتی اور ملی تحریک

## پس منظر و ہدایات

منہاج القرآن ویمن لیگ

اکیسویں صدی کی عالمی جنگ میں عالمی اور قومی سطح پر انتہا پسندی کو خطرناک ترین ہتھیار کے طور پر استعمال کیا جارہا ہے۔ نظریات اور مفادات کے تصادم میں طاقت کے عالمین اشتعال، عدم برداشت اور انتہاء پسندی کی فصل کاشت کرکے دہشت گردی کو جنم دے رہے ہیں۔ اسلام مخالف قوتیں اور اسلامی دنیا میں خارجیت کے سرپرست اپنے اپنے مقاصد کے لئے اسلام کے ماتھے پر دہشتگردی کا لیبل چسپاں کرکے اسلام کی فکری بنیاد، حقیقی ساکھ اور امت کے وجود کو برباد کردینے کے درپے ہیں۔ پوری دنیا کو اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ کی تعلیمات کے بارے میں گمراہ کیا جارہا ہے۔ خارجیت کے وحشت ناک چہرے کو اسلام کہہ کر نسل نو کو اسلام سے برگشتہ کیا جارہا ہے۔

اِس وقت پوری دنیا کو بالعموم اور پاکستان کو بالخصوص دہشت گردی کی لہر نے اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے۔ اِنتہاء پسندی اور دہشت گردی کا عفریت پوری طرح چھایا ہوا ہے جس میں معصوم اور بے گناہ انسان آئے روز اپنی جانیں گنوا رہے ہیں۔ دہشت گردی کی یہ لہر دراصل فتنہ خوارِج کا تسلسل ہے۔ تاجدارِ کائنات ﷺ نے اُمت کو اِنتہائی واضح الفاظ میں اِس کی تمام تفصیلات اور جزئیات سے رُوشناس فرمایا۔ ہم سب کو مل کر اِس فتنے کے خلاف متحد اور یکجا ہوکر جد و جہد کرنا ہوگی کیونکہ اِس لعنت کا تدارُک جتنی جلد ممکن ہوسکے، ملک و ملت کے حق میں اُتنا ہی بہتر ہوگا۔ انسانی معاشرے کی سلامتی اور بقا کا اِنحصار اِنتہا پسندی اور دہشت گردی سے کلیتاً چھٹکارا پانے ہی میں مضمر ہے۔

افواج دفاعی محاذوں پر تو ان دہشت گرد خارجیوں کا مقابلہ کرسکتی ہیں مگر فکری محاذوں پر یہ جنگ لڑنے والا کوئی نظر نہیں آتا۔ دیکھتے ہی دیکھتے چند سالوں میں گلیاں، محلے، شہر حتی کہ ملکوں کے ملک انتہا پسندی کی آگ

کی نذر ہو کر نظریاتی اور عملی طور پر خاکستر ہوگئے ہیں۔فکری اور نظریاتی سطح پر یہ آگ ہر لمحہ پھیلتی ہی جارہی ہے۔ آج یہ وقت کی سب سے بڑی ضرورت ہے کہ اسلام کا حقیقی فہم اور درد رکھنے والے اس سیل بے اماں کے سامنے بند باندھیں۔آج پاکستان انتہا پسندی، دہشت گردی اور خارجیت کی اس آگ میں جھلس رہا ہے۔عظیم پاک فوج اس خارجی انتہا پسندی سے جنم لینے والی دہشت گردی سے تو نبرد آزما ہے مگر فکری محاذوں پر افواج نہیں قومیں لڑا کرتی ہیں۔ بدقسمتی سے قوم بے حسی اور غفلت کی نیند میں غرقاب ہے۔ جب قوم مجموعی طور پر غافل ہو تو وہ چند لوگ جو دل بینا رکھتے ہوں ان کی ذمہ داری بہت بڑھ جاتی ہے۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے دہشت گردی و انتہاء پسندی کی فکری و نظریاتی بیخ کنی کے لئے ''ضربِ عضب'' کے ساتھ ''ضربِ امن'' کو وقت کی آواز قرار دیا ہے۔اس ''ضربِ امن'' کو کامیاب بنانے کے لئے ہر فرد کو اپنے آقا ﷺ کے دین پر مسلط اس کڑے وقت میں آقا ﷺ کے سپاہی کی حیثیت سے فکری محاذ پر عملی کردار ادا کرنا ہوگا اور قوم کو خوابِ غفلت سے جگانے کے لئے میدان عمل میں اترنا ہوگا۔

فروغ امن کی اس فکری اور عملی جدوجہد ''ضربِ امن'' کو ہم ان شاء اللہ پاکستان کے ہر شہر، ہر قصبہ اور ہر قریہ پہنچائیں گے۔ ہماری یہ مہم تحریک کی دعوت کے فروغ، کارکنان کے تحرک، نظریاتی تربیت اور عوام الناس کی فکری رہنمائی میں غیر معمولی کردار ادا کرے گی۔

## مقاصد

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی اس منفرد اور نہایت اہمیت کی حامل ''ضربِ امن'' مہم کے درج ذیل مقاصد ہیں:

☆ قیام امن کیلئے اجتماعی کردار

☆ اسلام کے تشخص اور تعلیمات کا فروغ

☆ دہشت گردی کے خلاف عملی کردار

☆ براہ راست رابطہ عوام مہم اور فروغِ دعوت

☆ کارکنان کو دعوتی عمل میں شریک کرکے متحرک کرنا

☆ تنظیمی جمود کا خاتمہ

☆ کارکنان کی نظریاتی تربیت کا حصول

☆ عوام الناس کی فکری رہنمائی

## دستخطی مہم (Signature Compaign)

ہمیں درج بالا ''قرار داد امن'' کو ملک کے ہر گھر، ہر ادارے، ہر دکان، ہر کالج اور ہر دروازے تک لے کر جانا ہے۔ ہر فرد کے سامنے قرار داد امن کے تمام نکات واضح کئے جائیں گے۔ مکمل فکری ہم آہنگی پیدا کرنے کے بعد ہر فرد سے Signature Book پر قرار داد کی حمایت میں دستخط لئے جائیں گے۔

''ضربِ امن'' کا اعلان شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری عالمی میلاد کانفرنس دسمبر 2015ء میں کر چکے ہیں۔ ملکی سطح پر اس کا باقاعدہ آغاز فروری 2016ء سے بھرپور انداز سے کر دیا گیا ہے۔

## Peace Worker

''ضربِ امن'' مہم کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کے لئے جو افراد اس کا حصہ بنیں گے وہ ''پیس ورکر'' کہلائیں گے۔ ان کی ذمہ داریاں حسب ذیل ہوں گی:

۱۔ پیس ورکر وہ بنیادی سپاہی ہے جو یہ ساری فکری جنگ لڑے گا۔ ہر ضلعی/تحصیلی/ علاقائی/ ادارہ جاتی تنظیم اپنے تمام متحرک، پر اعتماد اور پختہ کارکنان کو پیس ایمبیسیڈرز کے طور پر رجسٹرڈ کر کے اس مہم پر عملدر آمد کے لئے دی گئی ہدایات کے مطابق ان سے نتائج لینے کی ذمہ دار ہوگی۔

۲۔ ایک پیس ورکر 1000 افراد سے دستخط لینے کا پابند ہوگا۔

۳۔ ایک پیس ورکر اپنے ساتھ 2 مزید رضا کاران کا تقرر کرنے کا پابند ہوگا۔ ان رضا کاران کو Peace Voulenteers کہا جائے گا۔

۴۔ تنہا ایک شخص کی بجائے یہ 3 رکنی Peace Team مل کر لوگوں کے پاس جائے گی۔

۵۔ نصف ہدف کے حصول کے بعد بنیادی ''پیس ورکر'' اپنے ساتھ کام کرنے والے دونوں Peace Voulenteers کو پیس ورکرز کی سطح پر Promote کرے گا۔

۶۔ 2 نئے پیس ورکرز اپنے ساتھ دو دو Peace Voulenteers مقرر کر کے کام کرنا شروع کر دیں گے۔ بنیادی Peace Worker نئے بننے والے دونوں پیس ورکرز کی ٹیمیں بنوانے، ان کے Follow up اور نتائج کے حصول کا ذمہ دار ہوگا۔

## دعوتی مرحلہ

ضرب امن مہم میں درج ذیل طریق کے مطابق دعوتی اور تشہیری مرحلہ کو آگے بڑھایا جائے گا:

۱۔ جب Peace Team قرارداد امن پر دستخط کے لئے عوام کے پاس جائے گی تو تین طرح کے طبقات سے واسطہ پڑے گا۔ مخالف، نیوٹرل، موافق۔

☆ مخالفین سے کسی بھی مباحثے سے اجتناب کرتے ہوئے پیغام دے کر آگے بڑھ جائیں گے۔

☆ نیوٹرل اور موافق افراد کے سامنے قرار داد کے پیغام کو اچھے انداز سے پیش کر کے Signature Book پر دستخط لئے جائیں گے۔

☆ نیوٹرل افراد پر محنت کر کے انہیں موافق بنانے کی کوشش کی جائے گی اور ایسے افراد جن کے جھکاؤ کے مثبت امکانات نظر آئیں گے، انہیں دستخطی کتاب پر Priority Mark کرلیا جائے گا۔

۲۔ بعد ازاں موافق افراد کو زیادہ سے زیادہ توجہ دے کر رفیق بنانے کی کوشش کی جائے گی۔

۳۔ دستخطی مہم کی تکمیل کے بعد Signature Book سے تمام ایسے نیوٹرل افراد جنہیں Mark کیا گیا ہوگا اور تمام موافق افراد کی علیحدہ فہرستیں بنا کر انہی ٹیموں کے ذریعے انہیں تحریک میں باقاعدہ شمولیت تک زیر رابطہ رکھا جائے گا اور تمام موافق افراد کو تحریک کا رفیق بنانے کا ہدف حاصل کیا جائے گا۔

۴۔ Peace Team تربیتی کتابچہ کا Study Circle کرنے کی پابند ہوگی۔

۵۔ ہر شہر میں مقامی سطح پر مختلف ایام میں اس مہم کی میڈیا لانچنگ کی تقاریب منعقد ہوں گی۔

۶۔ جس علاقے میں دستخطی مہم شروع کی جائے گی اس سے قبل وہاں مرکز کی طرف سے اس مہم کی تشہیر کے لئے تیار کردہ پوسٹرز چسپاں کئے جائیں گے۔

۷۔ علاوہ ازیں تنظیمات مقامی سطح پر تشہیر کے ہر ممکن ذرائع اختیار کرنے کی پابند ہوں گی۔

۸۔ سوشل میڈیا پر ضرب امن مہم کو بھرپور انداز سے پوری دنیا کے سامنے پیش کیا جائے گا۔ اس ضمن میں ’’قرار دادِ امن‘‘ پر Electronic Signature کی مہم بھی ساتھ ہی شروع کردی جائے گی۔ اس کے علاوہ قرار داد امن کے مندرجات اور مختلف شقوں کو سوشل میڈیا پر علیحدہ سے بھی لانچ کیا جائے گا۔

# وظیفۂ شفاء

جملہ ظاہری و باطنی، جسمانی و روحانی امراض و تکالیف کے لئے درج ذیل آیات شفاء کا وظیفہ نہایت مؤثر، مفید اور کثیر برکات کا باعث ہے:

اَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ○ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○

۱۔ وَ یَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ○ (التوبہ، ۹:۱۴)

۲۔ وَ شِفَآءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ۔ (یونس، ۱۰: ۵۷)

۳۔ فِیْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ۔ (النحل، ۱۶: ۶۹)

۴. وَ نُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ. (الاسراء، ۱۷: ۸۲)

۵۔ وَ اِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ یَشْفِیْنِ○ (الشعراء، ۲۶: ۸۰)

۶۔ قُلْ هُوَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا هُدًی وَّ شِفَآءٌ۔ (فصلت، ۴۱: ۴۴)

- ان چھ (۶) آیات کو ترتیب سے اکٹھا پڑھیں یہ ایک بار تصور ہو گا،
- ان آیات کی
  - ☆ روزانہ نمازِ فجر کے بعد کم از کم تین بار تلاوت کریں۔
  - ☆ اگر فرصت ہو تو نمازِ مغرب یا عشاء کے بعد جس وقت زیادہ یکسوئی اور تنہائی مل سکے، اس وظیفہ کو اپنا معمول بنا لیں۔
  - ☆ ۷ بار یا ۱۱ بار پڑھنے میں بہت برکات ہیں۔
  - ☆ ہاتھ پر پھونک کر سینے پر مل لیں اور پانی دم کر کے پئیں۔
- اس وظیفہ کو حسب ضرورت ۱۱ دن یا ۴۰ دن یا اس سے بھی زیادہ عرصہ کے لئے جاری رکھ سکتے ہیں۔

# گلدستہ

مرتّبہ: نازیہ عبدالستار

## چکن شاورمہ

بون لیس چکن آدھا کلو، لہسن کا پیسٹ ایک چائے کا چمچ، سفید مرچ ایک چائے کا چمچ، سویا سورس ایک کھانے کا چمچ، سفید سرکہ دو کھانے کے چمچ، دار چینی دو کھانے کے چمچ، دہی تین کھانے کے چمچ، پیٹا بریڈ ایک عدد، پیاز تھوڑی سی، سلاد کے پتے حسب ضرورت تابنی سوس، دو کھانے کے چمچ، دہی آدھا کپ، لہسن کا پیسٹ آدھا چائے کا چمچ، نمک آدھا چائے کا چمچ، سفید مرچ ایک چوتھائی چائے کا چمچ۔

### ترکیب

بون لیس چکن کو اسٹرپس میں کاٹ لیں۔
پھر چکن اسٹرپس کو ایک چائے کے چمچ لہسن کا پیسٹ، سفید مرچ، نمک، سویا سوس، سفید سرکہ، پسی دار چینی، چلی سوس اور دہی سے ایک گھنٹے کے لئے میری نیٹ کر دیں۔ ایک فرائنگ پین میں دو کھانے کے چمچ تیل میں گرم کریں۔ اس میں میری نیٹ کی ہوئی چکن ڈال کر بیس منٹ تک فرائی کریں کہ گل جائے۔ اب ایک پیٹا بریڈ پر فرائی کی ہوئی چکن ڈالیں، ساتھ ہی تابنی سوس یا چلی گارلک سوس کے ساتھ گرم گرم پیش کریں۔

## چکن فتیجا پیزا

اجزاء: چکن تین سو گرام کیوبز بون لیس چلی سوس دو کھانے کے چمچ، کالی مرچ ایک چائے کا چمچ، نمک آدھا چمچ، سرکہ ایک کھانے کا چمچ، سویا سوس ایک کھانے کا چمچ، لہسن ایک چائے کا چمچ، ٹاپنگ کے لئے پیزا ساس ایک کپ، کالے زیتون دس عدد، چیڈر چیز ایک کپ اور یگانو آدھا چائے کا چمچ، شروم ایک کپ، ٹماٹر ایک عدد، شملہ مرچ ایک عدد، ڈوبتانے کے لئے میدہ ڈیڑھ کپ، خمیر ایک کھانے کا چمچ نیم گرم پانی میں ایک کھانے کے چمچ کے ساتھ نمک آدھا چائے کا چمچ، انڈا ایک عدد، آئل دو کھانے کے چمچ۔

ترکیب: ایک پیالے میں چکن، چلی سوس، کالی مرچ، سویا سوس، نمک، سرکہ اور لہسن ڈال کر اچھی طرح مکس کرلیں اور اسے بیس سے پچیس منٹ کے لئے رکھ دیں۔ اب چکن کو کڑاہی میں ڈال کر درمیانی آنچ پر تھوڑا سا گلالیں۔ ڈوبتانے کے لئے ایک پیالے میں میدہ، نمک انڈہ اور چینی ملا خمیر ڈال کر نیم گرم پانی کے ساتھ گوندھ لیں۔ اوون کو ایک سو اسی ڈگری سینٹی گریڈ پر گرم کرنے کے لئے رکھ دیں۔ اب ڈوکو اوون میں تھوڑی دیر کے لئے رکھ کر گرم کریں تاکہ خمیر پھول جائے اب خمیر کو بیل لیں پھر اس کو بیکنگ ٹرے میں رکھ کر تھوڑا سا آئل لگالیں پھر چمچ کی

مدد سے اس خمیر میں چھوٹے چھوٹے سوراخ کرلیں اب اس کے اوپر چلی ساس، چکن کیوبز، موزیلا چیز، مشروم، ٹماٹر، شملہ مرچ، زیتون اور اوریگانو ڈال کر بیک کرلیں چکن فتیجا پیزا سرونگ کے لئے تیار ہے۔

## دانتوں کا درد۔مسوڑھوں کے درد سے نجات کیلئے آسان نسخے

مسوڑھے میں درد سرخی اور سوزش جیسے مسائل کو کبھی نظر انداز نہیں کرنا چاہئے کیونکہ یہ بیماریاں انسان کی صحت کو مجموعی طور پر بے حد متاثر کرسکتی ہیں لیکن ڈاکٹر کے پاس جانے سے قبل ایک بار درج ذیل گھریلو ٹوٹکوں کو ضرور آزمائیں کیونکہ ماہرین کے مطابق گھریلو ٹوٹکوں کے ذریعے مسوڑھوں کے تمام امراض کا علاج ممکن ہے۔ یہ ٹوٹکے نہ صرف آپ کو مسوڑھوں بلکہ منہ کے دیگر امراض سے بھی محفوظ رکھ سکتے ہیں۔

**ذہنی دباؤ:** اکیڈمی آف جنرل ڈینٹسٹری کے مطابق ذہنی دباؤ اور دانتوں کی صحت میں ایک ربط یا تعلق ہے۔ ذہنی دباؤ کے شکار افراد میں قوت مدافعت کا نظام کمزور ہوجاتا ہے۔ جس کی وجہ سے وہ ایسے بیکٹیریا سے لڑنے کی صلاحیت کھو بیٹھے ہیں جو مسوڑھوں کے امراض سے بچنے کیلئے ضروری ہے کہ ذہنی دباؤ کو اپنے اوپر حاوی نہ ہونے دیا جائے۔

**نمک والا پانی:** ایک کپ گرم پانی میں نمک کو حل کرکے تقریباً 30 سیکنڈ تک ایک گھونٹ منہ میں رکھنے کے بعد تھوک دیں۔ اس مشق کو دن میں دو مرتبہ کئی بار دھرانے سے آپ مسوڑھوں کی سوزش سمیت دیگر انفیکشنز سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔

**چائے کا بیگ:** گرم پانی میں ٹی بیگ ڈالیں اور تھوڑی دیر بعد اسے نکال کر ٹھنڈا کرلیں۔ بعد ازاں اس ٹی بیگ کو 5 منٹ تک مسوڑھوں کے متاثرہ حصہ پر رکھ لیں تو آپ ٹی بیگ موجود ٹینک ایسڈ سے فوری آرام محسوس کریں گے۔

**شہد کی مالش:** شہد میں قدرتی طور پر اینٹی بیکٹریل صلاحیت موجود ہوتی ہے۔ لہذا برش کرنے کے بعد شہد کو متاثرہ جگہ پر لگا کر ہلکی سی مالش کرنے سے انفیکشن کو ختم کیا جاسکتا ہے۔

**وٹامن سی سے بھرپور غذائیں:** صرف لیموں ہی نہیں بلکہ وٹامن سی سے بھرپور دیگر غذائیں جیسے مالٹا، انگور، پپیتا اور اسٹرابری بھی دانتوں کے لئے بہت اچھے تصور کئے جاتے ہیں۔

**وٹامن ڈی:** مسوڑھے میں سوزش کی صورت میں وٹامن ڈی کا استعمال زیادہ کریں۔ یعنی ایسی غذائیں کھائیں جن میں اس وٹامن کی کثیر تعداد پائی جاتی ہو کیونکہ یہ نہ صرف پھولے ہوئے مسوڑھے میں آرام دے گا بلکہ آئندہ سے اس بیماری سے حفاظت بھی کرے گا۔

**تمباکو نوشی سے چھٹکارا:** تمباکو جسم میں مختلف انفیکشنز سے لڑنے کی صلاحیت کو کم کردیتا ہے۔ اسی وجہ سے آپ دیکھتے ہیں کہ سگریٹ نوشی کرنے والے زیادہ افراد مسوڑھوں کے مسائل کا شکار بن جاتے ہیں۔ لہذا مسوڑھوں کو مرتے دم تک تندرست رکھنا چاہئے۔

# تحریک منہاج القرآن اور منہاج القرآن ویمن لیگ کی سرگرمیاں

## چارسدہ رپورٹ

مورخہ 28 جنوری 2016ء منہاج القرآن ویمن لیگ کا 3 افراد پر مشتمل وفد باچا یونیورسٹی چارسدہ کے وزٹ گیا۔ وفد میں زونل ناظمہ برائے KPK گلگت بلتستان زون محترمہ گلشن ارشاد، محترمہ انیلہ الیاس ڈوگر زونل ناظمہ برائے سنٹرل پنجاب محترمہ عائشہ مبشر مرکزی سیکرٹری اطلاعات منہاج القرآن ویمن لیگ شامل ہیں۔

وفد صبح 10 بجے باچا خان یونیورسٹی پنجاب VC یونیورسٹی سے ملاقات کی اور دہشت گردی کے اس اندوہناک واقع کی شدید مذمت کی اور قائد تحریک ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی جانب سے اظہار یکجہتی کیا۔ VC یونیورسٹی کے S.I.O نے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی فروغ علم اور امن کے لئے خدمات کو سراہا اور ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کے نصاب برائے امن اور انسداد دہشت گردی کو تعلیمی اداروں کے لئے ناگزیر قرار دیا۔

VC یونیورسٹی محترم پروفیسر فضل الرحمٰن مروت نے ضرب امن مہم کو سراہا اور ضرب امن قرار داد پر دستخط کئے۔ بعد ازاں وفد نے یونیورسٹی کا وزٹ کیا اور طلبہ سے ملاقات کی اور شیخ الاسلام کا نصاب برائے امن گفٹ کیا۔ طلبہ نے ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی امن کے لئے کی جانے والی کاوشوں بالخصوص نصاب امن کو تعلیمی اداروں میں رائج کرنے کا مطالبہ کیا۔ مرکزی وفد شہداء باچا خان یونیورسٹی کے گھروں کا وزٹ کیا اور لواحقین سے اظہار یکجہتی اور تعزیت کی۔ یہ حکومتی و غیر حکومتی سطح پر خواتین کا اب تک پہلا وفد تھا جس نے باچا خان یونیورسٹی کا وزٹ کیا اور شہداء کے لواحقین سے اظہار یکجہتی کی۔ منہاج ویمن لیگ کے مرکزی وفد نے 29 جنوری کو ایڈیشنل ڈائریکٹر ایجوکیشن KPK صاحبزادہ حامد محمود صاحب اور ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر محترمہ الفت کے ساتھ میٹنگ کی اور شیخ الاسلام کی امن اور تعلیم کے لئے خدمات کا تعارف دیا۔ ڈائریکٹر ایجوکیشن صاحبزادہ حامد محمود صاحب اور ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر محترمہ الفت نے شیخ الاسلام کے ساتھ میٹنگ کی اور شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی خدمات کو سراہا بالخصوص ضرب امن مہم کی حمایت کا اعلان کیا اور قرار داد امن پر دستخط کئے۔

## پشاور

مورخہ 29 جنوری منہاج القرآن ویمن لیگ پشاور نے سانحہ چارسدہ کے شہداء کے ورثاء کے ساتھ اظہار یک جہتی اور دہشت گردی کے مضمون کاوش کے خلاف پشاور پریس کلب کے سامنے احتجاجی ریلی منعقد کی۔ اس ریلی میں مرکزی نمائندگان کے علاوہ APS کے والدین نے خصوصی شرکت کی۔ ریلی سے خطاب کرتے ہوئے محترمہ گلشن ارشاد مرکزی ناظمہ برائے KPK نے کہا سانحہ APS کے بعد سانحہ چارسدہ میں دہشت گردوں کی اس اندوہناک کاروائی نے ثابت کر دیا کہ حکومت قوم کو سیکورٹی فراہم کرنے میں ناکام ہو چکی ہے۔ دشمن ایک سال میں سکول سے یونیورسٹی میں پہنچ چکا ہے۔ جبکہ حکومت نیشنل ایکشن پلان کے نام پر صرف داد وصول کرنے میں مصروف ہے۔ آخر کب

تک اس دھرتی کی ماؤں کی گودیں اُجڑتی رہیں گی۔نیشنل ایکشن پلان پر عمل درآمد کے لیئے ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کا دیا ہوا نصاب امن تعلیمی اداروں میں شامل تدریس کیا جائے۔محترمہ عائشہ مبشر نے کہا حکمران کرپشن میں مگن ہیں۔ ہر روز ایک نیا سانحہ حکمرانوں کی نااہلی کا واضح ثبوت ہے۔محترمہ انیلہ الیاس نے کہا کسی بھی ملک کی تعمیر و ترقی کو ہی پہلی ترجیح حاصل ہوتی ہے مگر افسوس حکومت میٹرو بنانے میں مصروف ہے جبکہ قوم کے کروڑوں بچے تعلیم سے محروم ہیں۔ دہشت گرد حکومت کی نااہلی کی بنیاد پر ہی سانحہ ماڈل ٹاؤن، سانحہ APS اور سانحہ چارسدہ جیسے واقعات رونما کرتے ہیں۔ ریلی کے شرکاء نے ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کا نصاب برائے امن اور انسداد دہشت گردی تھام رکھا تھا۔

بعد ازاں پشاور پریس کلب میں ایک فورم کا اہتمام کیا گیا جس میں APS کے شہداء کے لواحقین نے شرکت کی۔فورم میں میڈیا کے سامنے شہداء بچوں کے ایک والد اسفند خان نے اپنے جذبات کا اظہار کیا کہ حکومت ہمارے بچوں کے قاتلوں کو بے نقاب کرنے میں مکمل ناکام رہی ہے۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ بتایا جائے کہ یہ دہشت گرد کسی حکومتی مدد کے بغیر اتنے بڑے اقدامات نہیں اُٹھا سکتے۔ایک شہید کی ماں نے روتے ہوئے کہا کہ ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ ڈاکٹر محمد طاہرالقادری امن کے لئے جو کاوشیں کر رہے ہیں ان کو سراہتے ہوئے نصاب کا حصہ بنایا جائے۔انہوں نے ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کو مخاطب کیا کہ ہماری نسلوں کو دہشت گردی کے خطرات سے نجات دلانے کے لئے آپ ہماری آخری امید ہیں۔فورم کے اختتام پر شہداء کے والدین اور لواحقین نے قرار داد امن پر دستخط کئے۔

## رپورٹ برائے میلاد النبی ﷺ مہم لاہور (رخسانہ اسلم)

نظامت دعوت منہاج القرآن ویمن لیگ لاہور کے زیر اہتمام لاہور بھر میں ہونے والی میلاد مہم کے دوران تقریباً 700 محافل اور 12 عظیم الشان میلاد کانفرنسز کا انعقاد کیا گیا۔

ہر سال کی طرح امسال بھی میلاد النبی ﷺ کو بڑے شان و شوکت کے ساتھ منایا گیا۔گلی کوچوں اور عمارتوں کو خوبصورت لائٹوں اور جھنڈیوں سے سجایا گیا۔ رنگا رنگ کھانوں کا اہتمام کیا گیا۔میلاد النبی ﷺ تمام عیدوں کی عید ہے کیونکہ اس میں ہمارے پیارے نبی ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی۔اس موقع حضور نبی اکرم ﷺ کی تعلیمات کے مختلف گوشوں پر روشنی ڈالنے کے لئے کثیر تعداد میں محافل میلاد النبی ﷺ کا انعقاد کیا گیا۔

مورخہ 18,19 دسمبر کو راوی ٹاؤن A، مورخہ 24,26,29 دسمبر 2015ء اور مورخہ 09,23 جنوری 2016ء کو واہگہ ٹاؤن A، مورخہ 02,07 جنوری 2016ء کو واہگہ ٹاؤن، مورخہ 6 جنوری کو نشتر ٹاؤن A، مورخہ 5 جنوری کو عزیز بھٹی ٹاؤن B، مورخہ 24 جنوری کو شالیمار ٹاؤن A میں میلاد کانفرنسز کا انعقاد کیا گیا۔ جبکہ واہگہ ٹاؤن A میں ہونے والی کانفرنسز میں بذریعہ قرعہ اندازی عمرے کا ٹکٹ دیا گیا۔ ان کانفرنسز میں 1000 سے 2500 تک کی خواتین کی تعداد تھی۔

ان کانفرنسز میں محترمہ کلثوم طارق، محترمہ نبیلہ ظہیر، محترمہ خدیجہ فاطمہ، محترمہ افنان بابر، محترمہ نبیلہ جاوید اور محترمہ گلشن ارشاد صاحبہ نے مختلف عنوانات پر خطاب کئے۔ لاہور بھر میں ہونے والی میلاد مہم سے نہ صرف کارکنان کو ایکٹو کیا گیا بلکہ 30

یونین کونسلز میں تنظیم سازی بھی کی گئی اور 11 کروڑ 96 ہزار 858 درود پاک کا ہدیہ آقا ﷺ کی بارگاہ میں پیش کیا گیا۔

# اطلاع برائے فیلڈ

منہاج القرآن ویمن لیگ کی مرکزی تنظیم کی طرف سے پورے پاکستان کو زونز میں تقسیم کیا گیا۔

صوبہ پنجاب: پنجاب کو تین زونز میں تقسیم کیا گیا ہے:

زونA۔ وسطی پنجاب زون B۔ شمالی پنجاب زونC۔ جنوبی پنجاب

صوبہ سندھ: زونA زونB۔ وسطی سندھ زونC۔ شمالی سندھ

صوبہ بلوچستان: اس کو چار زونز میں تقسیم کیا گیا ہے۔

زونA زونB زونC زونD

صوبہ KPK: زونA۔ شمالی KPK زونB۔ جنوبی KPK زونC

کشمیر: زونA زونB زون C

۱۔ محترم عائشہ مبشر کو زونل ناظمہ برائے شمالی پنجاب کہ ذمہ داری تفویض کی گئی ہے۔

۲۔ محترمہ عائشہ قادری کو زونل ناظمہ برائے جنوبی پنجاب کی ذمہ داری سونپی گئی ہے۔

۳۔ محترمہ انیلہ الیاس کو زونل ناظمہ برائے سنٹرل پنجاب کی ذمہ داری دی گئی۔

۴۔ محترمہ ام کلثوم کو زونل ناظمہ برائے کشمیر کی ذمہ داری مرحمت کی گئی۔

۵۔ محترمہ گلشن ارشاد کو زونل ناظمہ KPK کی ذمہ داری مرحمت کی گئی۔

# محافل میلاد النبی ﷺ (سنٹرل پنجاب زون)

ہر سال میلاد النبی ﷺ پوری دنیا میں بڑے اہتمام اور عقیدت و محبت سے منایا جاتا ہے۔ امسال بھی بڑے پیمانے پر محافل میلاد النبی ﷺ کا انعقاد کر کے سیرت نبی ﷺ کے مختلف گوشوں پر روشنی ڈالی گئی۔ سنٹرل پنجاب جس میں گوجرانوالہ، کنجاہ، منڈی شاہ جیونہ، شکر گڑھ، منڈی بہاؤالدین، فیصل آباد، ساہیوال، ٹوبہ ٹیک سنگھ کے علاقے شامل ہیں۔ ان میں ڈسٹرکٹ لیول پر محفل میلاد کا انعقاد کیا گیا۔ ان محافل میں مرکزی ٹیم نے شرکت کی جس میں خواتین نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ جبکہ سنٹرل پنجاب میں ہی فیلڈ کی سطح پر 1200 کے قریب محافل کا انعقاد کیا گیا جس میں چند شیخوپورہ، ننکانہ صاحب، قصور، پاکپتن، جھنگ، اوکاڑہ اور سیالکوٹ کے علاقے شامل ہیں۔ اس میں تحصیلی تنظیمات نے شرکت کی۔ ان محافل کے باعث رفاقت میں اضافہ ہوا اور منڈی شاہ جیونہ میں سب سے زیادہ ریگولر رفاقت ہوئی جس پر ناظمہ ضلع جھنگ محترمہ رفعت طاہرہ کو مرکز کی جانب سے خصوصی مبارکباد پیش کی جاتی ہے۔

# تحصیل جڑانوالہ۔ میلاد مصطفیٰ ﷺ کانفرنس و بارہواں سالانہ جلسہ تقسیم انعامات

گزشتہ روایت کے مطابق امسال بھی ادارہ ہذا کے زیر اہتمام مورخہ 30 دسمبر 2015ء ''میلاد مصطفیٰ ﷺ

کانفرنس و بارہواں سالانہ کانووکیشن‘‘ کا انعقاد کیا گیا۔

اس پروگرام میں اہل علاقہ کے نامور افراد اہل محبت نے شرکت کی۔ جن میں مہمان خصوصی PP-53 کے ناظم کی اہلیہ محترمہ مسز اکرم نیازی صاحبہ نے شرکت کی PP-53 کی تمام یونیز سے خواتین نے بھرپور شرکت کی۔ دیگر مہمان محترمہ ناظمہ مس رضیہ قادری صاحبہ، ناظمہ دعوت مسز فوزیہ نورین صاحبہ، ادارہ ہذا کی سابقہ ٹیچر یاسمین رضوان صاحبہ (ننکانہ صاحب)، محترمہ شگفتہ پروین صاحبہ (ٹیچر گورنمنٹ گرلز ہائی سکول گنگا پور) نے خصوصی شرکت کی۔ قرب و جوار کے مدارس وسکولز کی معلمات، طالبات اور سماجی و سیاسی شخصیات کی بیگمات نے شرکت کی۔ میلاد مصطفیٰ ﷺ کانفرنس میں علاقہ بھر سے تقریباً 2000 سے زائد خواتین نے شرکت کی۔

نقابت کے فرائض منہاج تحفیظ القرآن گرلز انسٹی ٹیوٹ گنگا پور کے شعبہ ترجمہ وتفسیر کی انچارج اور سابقہ ناظمہ تحصیل جڑانوالہ محترمہ رابعہ گل صاحبہ نے انجام دیئے۔

پروگرام کا باقاعدہ آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ جس کی سعادت عبدالمعز اور ادارہ ہذا کی طالبہ مدیحہ شاہد نے حاصل کی۔ اس کے علاوہ بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں ادارہ ہذا کی ننھی منی بچیوں فاطمہ بتول، ربیعہ فاطمہ، ندا فاطمہ نے بھی نعت کی صورت میں حاضری لگوائی۔ مصطفوی نعت کونسل گنگا پور نے بڑے مسحور کن اور والہانہ انداز میں حضور ﷺ کی بارگاہ میں گلہائے عقیدت نچھاور کیئے۔

منہاج القرآن ویمن لیگ لاہور کی ناظمہ تربیت کلثوم قمر صاحبہ نے اپنے خطاب میں پیغام دیتے ہوئے انہوں نے کہا۔ آج کے پرفتن دور کو دیکھیں اور اسلام کو دیکھیں کہ وہ ہم سے کیا تقاضا کررہا ہے اور بحیثیت مسلمان ہمارا اپنے آقا ﷺ سے کیا تعلق ہونا چاہئے۔ اس لئے ضروری ہے کہ ہم کسی ایسے مشن سے وابستہ ہوجائیں جو ہمارے تعلق کو پھر سے زندہ کردے اور دل کی ویران کھیتیاں حب رسول ﷺ سے پھر ہری بھری ہوجائیں۔

آخر پر ہمارے روحانی سرپرست حضور سیدی شیخ الاسلام کی رفیقہ حیات امی حضور نے بذریعہ ویڈیو لنک اختتامی دعا وکلمات سعیدہ سے نوازا۔ آپ نے فارغ التحصیل طالبات کے لئے دعا اور نیک تمناؤں کا اظہار کیا۔ اہل علاقہ کی خواتین کے لئے دعائیں اور آخر میں جملہ خواتین کو مشن کی دعوت دی۔ جس کی وجہ سے تمام خواتین نے خوشیوں اور مسرتوں کا اظہار کیا کیونکہ اہل علاقہ اور تحریکی ساتھیوں کی دیرینہ خواہش تھی کہ حضور شیخ الاسلام یا امی حضور کی گفتگو سنی جائے۔ وقت کی نزاکت کے پیش نظر امی حضور نے دعائیہ کلمات سے تمام طالبات و حاضرین کی حوصلہ افزائی کی اور ان کے مضبوط اور تابناک مستقبل اور ترقی کے لئے دعا کی۔

**اظہار تعزیت:** **گذشتہ ماہ محمد شعیب بزمی (اسسٹنٹ ایڈیٹر مجلّہ منہاج القرآن) کے والد گرامی محترم محمد بخش اور ماموں جان محترم اللہ بخش قضائے الٰہی سے مظفر گڑھ میں انتقال کرگئے (انا للہ وانا الیہ راجعون) شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری، ڈاکٹر حسن محی الدین قادری، ڈاکٹر حسین محی الدین قادری اور جملہ قائدین تحریک موصوف کے ساتھ اظہار تعزیت کرتے ہیں اور دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ مرحومین کی بخشش و مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین**

# شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری

کی اسلام کے علمی و عملی، اخلاقی، روحانی، تعلیمی، معاشی، اقتصادی، سائنسی، فقہی، قانونی، انقلابی، فکری اور عصری
موضوعات پر 500 سے زائد کتب

ایسا انسائیکلوپیڈیا جو دلوں کی ویران بستیاں آباد کرنے کے ساتھ ساتھ
ذہنِ جدید میں پیدا ہونے والے اِشکالات کے مدلل جواب دیتا ہے
اور اصلاحِ اَحوال و اِحیائے اُمت کی ضمانت فراہم کرتا ہے

Monthly
DUKHTARAN-E-ISLAM
MAR-2016
LAHORE
Regd CPL No.45